عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ختم نبوة

انٹرنیشنل

جلد ۴ - شمارہ ۲۷

عالم اسلام کا بین الاقوامی جریدہ

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت بنا کر تمام جہانوں کے لئے۔ (القرآن)

نمازی کے آگے سے گذرنے کا گناہ

نمازی کے آگے سے گذرنے کا گناہ کس قدر ہے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل روایات سے لگایا جا سکتا ہے:

حضرت عبداللہ بن الحارث بن الصمۃ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"اگر نمازی کے آگے سے گذرنے والے کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو چالیس تک کھڑا رہنا اس کے لئے بہتر ہے اس سے کہ وہ نمازی کے آگے سے گذرے (بخاریؒ، مسلمؒ، ترمذیؒ، ابوداؤدؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ اور موطا وغیرہ) ابوالنضر راوی کہتے ہیں کہ مجھے پتہ نہیں کہ اس چالیس سے کیا مراد ہے چالیس دن، یا چالیس مہینے، یا چالیس سال۔

اور دوسری روایت میں آپ ہی سے مروی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اگر نمازی کے آگے سے گذرنے والے کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو اسے چالیس سال تک کھڑا رہنا اس سے بہتر ہے کہ وہ نمازی کے آگے سے گذرے (البذار، اتحاف ابلیب باختصار الترغیب والترہیب ج ۱، ص ۱۲۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"تم میں سے اگر کسی کو سو سال تک بھی کھڑا رہنا پڑے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے بھائی کے سامنے سے گذرے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو" (ترمذیؒ) اندازہ فرمائیے کہ پیغمبر تو سو سال تک کھڑے رہنے کا فرمائیں اور ہم چند منٹ بھی صبر نہ کر سکیں۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ:

"اگر کسی کو راکھ بن کر بکھر جانا پڑے تو بھی وہ اس سے بہتر ہے کہ وہ جان بوجھ کر کسی آدمی کے آگے سے گذرے جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو" (ابن عبداللہ، اختصار الترغیب والترہیب)

پس نمازی کے آگے سے گذرنے کے اس قدر بڑے گناہ سے خود بھی بچو اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرو، اللہ پاک ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور ہمیں حق بات سمجھنے یاد رکھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق بخشے، آمین۔ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ۔

محتاج دعا، آپ کا مخلص:

محمد اسحاق خان (عفا اللہ عنہ وعافاہ)

فون نمبر ۲۲۳۷۹۲ ص۔ب ۵۱۵۲۔ دبئی متحدہ عرب امارات

تحریر: ۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

کراچی

جلد ۴ شمارہ ۲۷

۶ تا ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ مطابق

۲۰ تا ۲۶ دسمبر ۱۹۸۵ء

مجلس مشاورت

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا ولی حسن	پاکستان
مفتی اعظم برما حضرت مولانا محمود داؤد یوسف	برما
حضرت مولانا منظور احمد نعمانی	بھارت
حضرت مولانا محمد یونس	بنگلہ دیش
شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد اسحاق خان	متحدہ عرب امارات
حضرت مولانا ابراہیم میاں	جنوبی افریقہ
حضرت مولانا محمد یوسف متالا	برطانیہ
حضرت مولانا محمد مظہر عالم	کینیڈا
حضرت مولانا سعید انگار	فرانس ••

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان — مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مولانا بدیع الزمان — ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مولانا منظور احمد الحسینی

مدیر مسئول

عبدالرحمن یعقوب باوا

شعبۂ کتابت

محمد عبدالستار واحدی، امجد محمود

بدل اشتراک

سالانہ ۱۰۰/- روپے — ششماہی ۵۵/- روپے

سہ ماہی ۳۰/- روپے — فی پرچہ ۲/- روپے

رابطۂ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۱۱۶۷۱

اندرون ملک نمائندے

اسلام آباد	عبدالرؤف جتوئی	پشاور	نور الحق نور
گوجرانوالہ	حافظ محمد ثاقب	مانسہرہ/ہزارہ	سید منظور احمد آسی
لاہور	ملک کریم بخش	ڈیرہ اسمٰعیل خان	ایم شعیب گنگوہی
فیصل آباد	مولوی فقیر محمد	کوئٹہ	نذیر تونسوی
سرگودھا	ایم اکرم طوفانی	حیدرآباد سندھ	نذیر بلوچ
ملتان	عطاء الرحمان	کنری	ایم عبدالواحد
بہاول پور	ذبیح فاروقی	سکھر	ایچ غلام محمد
لیہ/کروڑ	حافظ خلیل احمد رانا	ٹنڈو آدم	حماد اللہ عرف لی اللہ

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبئی، اردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۴۰ روپے
افریقہ	۲۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

بیرون ملک نمائندے

کینیڈا	آفتاب احمد	ناروے	غلام رسول
ٹرینیڈاڈ	اسمٰعیل ناخدا	افریقہ	محمد زبیر افریقی
برطانیہ	محمد اقبال	ماریشس	ایم اخلاص احمد
اسپین	راجہ حبیب الرحمن	ری یونین فرانس	عبدالرشید بزرگ
ڈنمارک	محمد ادریس	بنگلہ دیش	محی الدین خان

بنگلہ دیش بھارتی سرحد کے ساتھ ساتھ
قادیانیوں کے جاسوسی سینٹر یا جاسوسی کے جال

(ڈھاکہ) پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے بعد انہوں نے جنوب مشرقی ایشیا کے لیے ایشیائی مرکز کی تعمیر کے لیے بنگلہ دیش کا انتخاب کیا ہے اور قادیانیوں کی مختلف تنظیموں نے کہیں خفیہ اور کہیں ظاہری طور پر بنگلہ دیش میں اپنی سرگرمیاں تیز کر دی ہیں کچھ علاقوں میں قادیانی سنٹر بھی تعمیر کیے جا رہے ہیں۔ گذشتہ دنوں میں وہاں کے ایک قادیانی لیڈر نے یہ بیان دیا تھا کہ بنگلہ دیش ہمارے لیے محفوظ پناہ گاہ یا حفاظت خانہ ہے یہاں سے ہم نے دوبارہ مرزائیت کو پھیلانا ہے اور دنیا میں ایسی کوئی قوت نہیں جو ہمیں یہاں سے ہٹا سکے اس قسم کے بیانات پہلے بھی قادیانی ڈھنڈورچیوں کے آ چکے ہیں لیکن کسی سنٹر یا مرکز کی تعمیر یا بنیاد نہیں رکھ سکے تھے کیونکہ حکومت اور مسلم عوام میں اس موضوع پر یہ اتفاق تھا کہ تبلیغ اور تحریک کی بدولت یہ قادیانی فتنہ دنیا سے نیست و نابود ہو جائے گا۔ اسی بنیاد پر آج تک بنگلہ دیش میں کسی قادیانی پر کسی نے ہاتھ نہیں اٹھایا بلکہ مسلم نوجوانوں کی تبلیغ حق کے ذریعہ تقریباً چھ برسوں میں تین سو قادیانی نوجوانوں کو مسلمان بنا کر جہنم کے راستہ سے بچا لیا۔ یہاں واضح رہے کہ مرحوم شیخ مجیب الرحمٰن اور مرحوم ضیاء الرحمٰن کے زمانہ میں قادیانی سرگرمیاں اور پروپیگنڈہ اتنا نہیں تھا جتنا آج ہے۔ مثلاً ۱۹۸۴ء کے آخری حصہ میں بنگلہ دیش اور ہندوستان کی مشرقی سرحد آکھوڑہ جس کو گیٹ وے آف انڈیا کہا جاتا ہے اس کے متصل بھارت کا مشرقی صوبہ تری پورہ ہے تری پورہ کے دارالحکومت اگرتلہ میں اگرتلہ ہوائی اڈے کے قریبی گاؤں خرم پور اور کرورہ میں قادیانیوں نے دو سینٹروں کی بنیاد رکھی ہے۔ عوام کا یقین ہے کہ جو سینٹر قائم کیا جا رہا ہے وہ مرزائیت پھیلانے کے علاوہ بھارت بنگلہ دیش کے مابین جاسوسی کا ایک اڈہ ہو گا۔ اس گاؤں خرم پور میں ایک سیاسی مشیر اور سفیر بنگلہ دیش ایم۔ اے بارکی کے خاندان کے چند افراد کے علاوہ اور کوئی قادیانی نہیں ہے۔ واضح رہے کہ سابق سیاسی مشیر مسٹر اے۔ آر۔ یوسف کے والد خلیل الرحمٰن اور نیپال میں بنگلہ دیش کے مقررہ سفیر ایم۔ اے بارکی کی نگرانی کے زیر اہتمام یہ سینٹر بنائے جا رہے ہیں فی الحال سینٹروں کی عمارتیں نامکمل ہیں۔

علاقہ کے اہل سنت والجماعت کی جانب سے صدر بنگلہ دیش جناب ارشاد حسین صاحب کو اطلاع بھی گئی لیکن اس پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ ایسے ہی بنگلہ دیش بھارت کی سرحد سے سات کلومیٹر مسافت پر دریائے تی تاش کے کنارے ایک پانچ منزلہ عمارت اور ایک عبادت خانہ قائم کیا گیا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ۱۹۷۱ء میں لاتعداد سنی مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ مسلمانوں کو یقین ہے کہ قادیانیوں کا اس قتل عام میں حصہ تھا۔ علاوہ ازیں اگرتلہ کے قریب میجر طفیل اعظم نے ایک سو سے زائد توحیدی مسلمانوں کو قتل کرایا۔ اسی طرح قادیانیوں کے چند افراد سابق شانتی کمیٹی میں شریک کار تھے جن کی جھوٹی رپورٹوں سے سابق پاکستان کے کچھ قادیانی افسروں نے اس علاقہ کے چند مسلم لیڈروں کو قتل کر دیا۔ اب افسوس کا مقام یہ ہے کہ قادیانی آج بھی مسلم ممالک اور بنگلہ دیش کے سرکاری دفتروں میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ ملک کی اکثر نیوز ایجنسیاں قادیانیوں کے قبضہ میں ہیں جنہوں نے خفیہ طور پر جاسوسی کے لیے کام کرنا ہے بنگلہ دیش کی سیاسی پارٹیوں میں نااتفاقی پیدا کرنے کی غرض سے طرح طرح کی سازشیں کی جا رہی ہیں۔ تاکہ بنگلہ دیش میں جمہوریت اور سیاسی استقلال نہ ہونے پائے

قادیانی سینٹروں کو بنانے کی حمایت میں پیش پیش چند افراد کے نام ذیل میں درج کیے جاتے ہیں تاکہ یہ چہرے پوری دنیا کے سامنے بے نقاب ہو جائیں۔

۱۔ محمود الرحمٰن۔ سی ایس پی سکریٹری منسٹری آف فوڈ
۲۔ لیفٹیننٹ کرنل صادق الرحمٰن بنگلہ دیش رائفل
۳۔ مسٹر حبیب الرحمٰن (ملن) سب ایڈیٹر روزنامہ اتفاق
۴۔ مسٹر سید عبدالقہار مشہور اخباری نمائندہ روزنامہ ڈیلی بنگلہ
۵۔ اتفاق اور ڈیلی بنگلہ کے نیوز سیکشن کے اندر کل پانچ افراد اور ڈاک ڈیپارٹمنٹ میں D.D
۶۔ نیوز ایجنسی ی ی ہ میں دو افراد۔ ٹی وی اور ریڈیو سیکشن میں دو چیف افسر
۷۔ بنگلہ دیش بینک میں دو افسر
۸۔ دو پولیس کمشنر
۹۔ D.G سٹی بینک مسٹر عزیز الرحمٰن
۱۰۔ سابق D.C صدیق الرحمٰن، میٹروپولیٹن پولیس کمشنر چاٹگام
۱۱۔ نیپال میں بنگلہ دیش کے مقررہ سفیر مسٹر ایم اے بارکی
۱۲۔ منسٹر آف ہوم، منسٹر آف انفرمیشن، وزارت خارجہ میں اور چند افراد شریک کار ہیں جن کے اکثر حضرات نے بچپن ہی سے ربوہ میں مرزائی تعلیم حاصل کی ہے

صدر بنگلہ دیش جنرل ارشاد کا ۱۹۸۴ء میں کہنا یہ ہے کہ ختم نبوت کے بارے میں مجھے کوئی صحیح تحقیق نہیں ہے لہٰذا یہ فیصلہ اسمبلی میں ہو گا۔ یہ انہوں نے ریفرنڈم سے قبل جمعیت علماء اسلام کے چند لیڈروں سے کہا تھا۔

۱۔ تنظیم تحفظ ختم نبوت الشباب برہمن باریہ نے سارے مسلمانوں کی جانب سے صدر بنگلہ دیش سے یہ مطالبہ کیا

ہے کہ تمام قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر سرکاری عہدوں سے برطرف کیا جائے ۲۔ ان کے لیے علیحدہ کوٹہ بنایا جائے ۳۔ مردم شماری میں قادیانیوں کی تعداد کا سرکاری طور پر اعلان کیا جائے۔ ۴۔ لندن اور ربوہ سے ان کا لٹریچر اور رسائل داخل ہونے پر پابندی لگائی جائے ۵۔ بین الاقوامی وزارت خارجہ کی سالانہ کانفرنس میں قادیانیوں کے بارے میں متفقہ فیصلہ نافذ کیا جائے۔

مولانا ضیاءالدین آزاد کنری میں

کنری (نمائندہ ختم نبوت) مبلغ ختم نبوت مولانا ضیاءالدین آزاد تین روزہ دورے پر کنری پہنچے جہاں انہوں نے نوجوانان ختم نبوت کے ایک اجتماع سے خطاب کیا اور بخاری مسجد میں جمعہ کے موقعہ پر تقریر کی اور خطبہ دیا۔ علاوہ ازیں انہوں نے جماعتی احباب سے خصوصی ملاقاتیں کیں۔

امیر شریعت ہال ربوہ میں مقامی مجلس کا اجلاس

ربوہ (نمائندہ ختم نبوت) مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر کی صدارت میں مجلس تحفظ ختم نبوت ربوہ کے رہنماؤں کا ایک اجلاس امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری ہال مسلم کالونی ربوہ میں ہوا۔ جس میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی جارحیت اور ربوہ میں قادیانیوں کی غنڈہ گردی کا جائزہ لیا گیا مولانا اشعر نے جماعتی کارکنوں کو ہدایات دیں۔ اس اجلاس میں مولانا خدا بخش خطیب ربوہ قاری شبیر احمد عثمانی، قاری محمد اسحٰق، چوہدری محمد شفیع، غلام دستگیر خان، شیخ منظور احمد، قاری عبدالہادی، چوہدری ظہور احمد اور دیگر احباب نے شرکت کی۔ ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ ربوہ میں قادیانیوں کے سالانہ جلسہ پر پابندی لگائی جائے۔

اٹک شہر میں عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس

اٹک (نمائندہ خصوصی) مجلس تحفظ ختم نبوۃ ضلع اٹک کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد اٹک شہر میں عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس منعقد ہوئی اس کانفرنس میں مقامی علمائے کرام کے علاوہ چھچھ اور پوری اٹک تحصیل کے علمائے کرام بھی شریک ہوئے اجلاس کی صدارت امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خان محمد صاحب مدظلہٗ نے کی۔ جب کہ مجلس تحفظ ختم نبوۃ کے عالمی مبلغ اور مناظر فاتح لندن حضرت مولانا اللہ وسایا، مجلس تحفظ ختم نبوت سرحد کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا فدا الحق صاحب ناظم جمعیت علمائے اسلام کے راہنما مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا شیخ القرآن قاضی احسان الحق، مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے مبلغ مولانا عبدالرؤف علی پوری، حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب حسن ابدال، دارالقرآن مشنری پشاور کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد فیاض الرحمٰن صاحب اور دیگر علمائے کرام اجلاس میں شریک ہوئے۔ اٹک شہر سے بریلوی مکتب فکر کی نمائندگی خطیب لشکر درہ فخر اہل سنت، مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد ارفاق صاحب شوق نے کی۔ سٹیج پر حضرت الامیر کے ساتھ مفسر قرآن پیر طریقت حضرت اقدس حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب تشریف فرما تھے۔ جلسہ گاہ کو خوبصورت جھنڈوں سے آراستہ کیا گیا تھا بجلی اور لاؤڈ سپیکر کا بہت اچھا انتظام تھا۔ جامع مسجد میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ باہر گلیوں میں بھی شمع ختم نبوت کے پروانے موجود تھے۔

سات بجے بعد نماز عشاء جلسہ عام کی کاروائی کا آغاز ہوا مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع اٹک کے سالار اعلیٰ مرزا حبیب العزیز صاحب اسٹیج پر تشریف لائے۔ اور انہوں نے سٹیج سیکرٹری کے لیے مجلس عمل ضلع اٹک کے جنرل سیکرٹری مولانا حافظ محمد صدیق صاحب کا نام تجویز کیا۔ تلاوت کریم کے بعد حضرت مولانا سید منظور احمد شاہ صاحب خطیب مرکزی جامع مسجد نے ختم نبوت کے موضوع پر مختصر بیان کیا۔ بعد ازاں مولانا ضیاءالدین صاحب حسن ابدال نے تقریر کی۔ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب اسلام آباد، حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کے مفصل خطاب ہوئے۔ حضرت مولانا محمد ارفاق صاحب شوق نے مختصر مگر جامع خطاب فرمایا۔ رات ایک بجے کے قریب مفسر قرآن پیر طریقت حضرت اقدس مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہٗ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع اٹک نے دلنشیں انداز میں خطاب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مرزائی نواز ہمارے لیے بہت خطرناک ہیں۔ ہمیں ان سے چوکنا رہنا چاہیے حضرت کے خطاب کے بعد امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خان محمد صاحب مدظلہ نے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ دعا فرمائی۔ اس طرح یہ عظیم الشان کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات سے گزارش

مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات سے گزارش ہے کہ مضامین خبریں اختصار سے بھیجیں تسلط دار مضامین اور طویل خبریں شائع نہیں ہوں گی

ادارہ

صدر آزاد کشمیر سے جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا کی ملاقات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اور ہفت روزہ ختم نبوت کے مدیر مسئول جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا نے اسلام آباد میں ہونے والی سیرت کانفرنس کے موقعہ پر آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم صاحب سے ملاقات کی۔ انہیں مجلس کا لٹریچر اور ہفت روزہ ختم نبوت کے شمارے پیش کیے اور قادیانیت کے سلسلے میں کچھ تجاویز پیش کیں۔ سردار صاحب نے لٹریچر اور ختم نبوت کے شمارے دیکھ کر مسرت کا اظہار فرمایا اور قادیانیت سے متعلق تجاویز پر غور کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ اس ملاقات میں مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا کریم بخش علی پوری بھی باوا صاحب کے ہمراہ تھے۔

اٹک شہر میں حضرت امیر مرکزیہ کا پرتپاک استقبال

اٹک (نمائندہ خصوصی) حضرت امیر مرکزیہ مولانا خان محمد صاحب مدظلہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لیے پہلی دفعہ اٹک شہر تشریف لائے تو حضرت کا نہایت پرجوش طریقہ سے استقبال کیا گیا۔ جنوال لنک روڈ جی ٹی روڈ سے حضرت کو ایک عظیم الشان جلوس کی شکل میں اٹک شہر لے جایا گیا۔ اٹک شہر کی جامع مساجد کے نصف سے زائد خطیب حضرات جلوس میں موجود تھے۔ حضرت اقدس مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ بھی بنفس نفیس تشریف لائے۔ جلوس میں کاریں، سوزوکیاں اور موٹر سائیکلیں شامل تھیں۔ جلوس کی راہنمائی کیلئے ایک سوزوکی پر لاؤڈ اسپیکر لگا ہوا تھا جہاں سے جلوس کے شرکا کو ہدایات دی جاتی تھیں۔ یہ استقبالی جلوس لارنس پور، ہٹیاں، قطبہ اور کامرہ سے ہوتا ہوا اٹک شہر پہنچا۔ اٹک شہر کے بازاروں کا چکر لگا کر مدینہ مسجد میں جلوس اختتام پذیر ہوا۔

مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی ندوی کا اعزاز

اسلام آباد کی بین الاقوامی سیرت کانفرنس کے پہلے اجلاس کے موقعہ پر صدر جنرل محمد ضیا الحق نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک موضوع پر کام کرنے والے ادیبوں اور دانشوروں کے لیے خصوصی انعامات کا اعلان کیا ہے۔ اس سلسلہ کا سب سے بڑا انعام ایک لاکھ روپے عالم اسلام کے ممتاز دانشور، محقق اور ادیب مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی کو دیا جائے گا۔

مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت النبیؐ کی سات جلدیں مرتب کی تھیں۔ وہ اس کام کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچا سکے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اس کی تمام جلدیں مکمل فرمائیں گے۔ ایک لاکھ روپے کا انعام اس غرض کے تحت دیا گیا ہے۔

قادیانیوں کے سالانہ جلسہ پہ پابندی برقرار رکھی جائے

ربوہ (نمائندہ ختم نبوت) مجلس تحفظ ختم نبوت صدیق آباد ربوہ کے رہنما قاری شبیر احمد عثمانی نے اپنے ایک اخباری بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ربوہ میں قادیانیوں کے سالانہ جلسہ پر پابندی برقرار رکھی جائے۔ قاری شبیر احمد عثمانی نے ۱۲ ربیع الاول کو قادیانیوں کے جلسہ کرنے اور جلوس نکالنے پر پابندی لگانے پر انتظامیہ کے فیصلے کو سراہا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کے تمام اجتماعات پر پابندی لگائی جائے۔ قاری شبیر احمد عثمانی نے یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کے تمام رسائل کے ڈیکلریشن منسوخ کیے جائیں اور پریس کو ضبط کیا جائے۔ کیونکہ قادیانی صدارتی آرڈیننس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر کی ربوہ تشریف آوری

ربوہ (نمائندہ ختم نبوت) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما اور ناظم تبلیغ مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر مدظلہ مسلم کالونی ربوہ تشریف لائے۔ خطیب ربوہ مولانا خدا بخش، قاری شبیر احمد عثمانی، قاری محمد اسحٰق صاحب نے ان کا خیر مقدم کیا۔ مولانا نے صبح کو درس قرآن دیا اور مسئلہ ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام پر روشنی ڈالی۔ مرزا قادیانی کے دجل و فریب ان کی کتب سے ثابت کیے اور قادیانیوں کو دعوت اسلام دی۔ مولانا عبدالرحیم اشعر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین اور کارکنوں کی انتھک محنت کے نتیجے میں جماعت کو کامیابی عطا فرمائی اور ربوہ میں جماعت کے کام اور مرزائیت کے تعاقب کی وجہ سے مرزا طاہر ربوہ سے فرار ہو کر اپنے دادا انگریز کے پاس جا بیٹھا ہے۔ مولانا نے اپنے بیان کو اس مصرعہ پر ختم کیا۔

ؔ پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

ضروری اعلان

ملک بھر کی تمام مقامی مجالس اور جماعتی احباب کی اطلاع کے لیے ضروری اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مبلغ مولانا اللہ وسایا کو دفتر مرکزیہ کی بڑھتی ہوئی تبلیغی ضروریات کے پیش نظر حضرت امیر مرکزیہ مرشد العلماء مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے حکم پر دفتر مرکزیہ ملتان طلب کر لیا گیا ہے۔ ربوہ اور فیصل آباد کی بجائے ان کی خدمات دفتر مرکزیہ کے سپرد کر دی گئی ہیں۔ مولانا اللہ وسایا نے دفتر مرکزیہ میں حاضر ہو کر کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس لیے جماعتی احباب اب مولانا اللہ وسایا کے تبلیغی جلسوں اور دیگر ضروریات کیلئے ان کے پروگرام کی بابت دفتر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، حضوری باغ روڈ ملتان سے خط و کتابت و مراجعت کریں۔ اس لیے کہ ان کے تمام پروگرام دفتر مرکزیہ ہی طے کرے گا۔ اسی طرح مولانا موصوف سے احباب نجی خط و کتابت کے لیے ربوہ یا فیصل آباد کی بجائے دفتر مرکزیہ کے پتہ پر کریں۔ جلسے اور تبلیغی پروگرام کے متعلق حسب ضابطہ جلد ڈاک کے لیے ناظم اعلیٰ مرکزیہ کا پتہ تحریر کریں۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت مولانا موصوف کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق بخشیں۔ آمین

طالب دعا۔ عزیز الرحمن

ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، حضوری باغ روڈ

ملتان شہر

گھارو میں روزنامہ جنگ کے قادیانی نمائندے کی گرفتاری

گھارو کے ایک اخبار نویس طارق شاہد کو گذشتہ دنوں گرفتار کر لیا گیا اس کی گرفتاری جیئے سندھ پر اس وجہ سے عمل میں آئی ہے کہ اس نے ایک تقریب میں پاکستان کے خلاف اور ہندوستان کے حق میں غلط نعرے لگائے تھے۔ مرزائی نواز اخبار اس کے کالم نگار نے قادیانی کو چھڑانے کے لیے پولیس پر الزام لگایا ہے کہ اس قادیانی کو پولیس کے خلاف خبریں دینے کی وجہ سے گرفتار کیا ہے۔ گھارو سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مذکورہ قادیانی اخبار نویس نے جیئے سندھ پر پرچہ کیا تھا۔ کر سندھ کا مستقبل ہندوستان کے ساتھ ہے اور اسی میں سندھ کی کامیابی ہے۔ یاد رہے کہ قادیانی اکھنڈ بھارت پر ایمان رکھتے ہیں۔ قادیانیوں کے دوسرے نام نہاد خلیفہ مرزا محمود کا تقسیم سے پہلے ایک الہام ہے کہ "اگر تقسیم ہوئی تو عارضی ہوگی اور ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ متحد ہو جائیں۔ اس الہام پر ہر قادیانی کا ایمان ہے۔

ذبیحہ کے خلاف بل تمام مسلمانوں کیلئے ایک چیلنج ہے

مانچسٹر (نمائندہ ختم نبوت) جانوروں کے حقوق کے نام سے اٹھی ہوئی ایک منظم جماعت نے اسلامی طریقہ پر ذبح کرنے والے مسلمانوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ اور اب اس مسئلے نے اتنی اہمیت اختیار کر لی ہے کہ برطانوی پارلیمنٹ کے نئے اجلاس میں پیش ہونے والے بلوں کی جو فہرست تیار کی گئی ہے۔ اس میں یہ بل بھی شامل ہے چونکہ اس بل کے پاس ہو جانے پر مسلمانوں کو ایک بہت بڑی تکلیف پیدا ہو جائے گی اس لیے یہ بل مسلمانوں کے لیے زبردست چیلنج کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ تقریباً انگلینڈ کی تمام اسلامی تنظیموں نے اس امر پر زور دیا ہے کہ وہ اتحاد و اتفاق کے ساتھ حکومت اور ممبران پارلیمنٹ تک اپنی آواز پہنچانے اور حکومت کو اس بل کی حمایت میں قانون بنانے سے باز رکھے انگلینڈ کے تمام علماء کرام اور خطیبوں نے اپنی اپنی مساجد میں مسلمانوں کو اس بل کے خلاف زبردست مہم چلانے کی تلقین کی۔ اور تجویز پیش کی کہ ہر شہر میں مسلمان مقامی طور پر جلسے اور جلوسوں کے ذریعہ ممبران پارلیمنٹ کو اس سے آگاہ کریں اور لندن میں پارلیمنٹ کے سامنے ایک بھرپور اور منظم طریقے پر مظاہرہ کیا جائے۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ قادیانی جماعت کی طرف سے ابھی تک کوئی بیان نہیں آیا۔ حالانکہ مسلمانوں اور حکومت پاکستان کے خلاف اپنی آواز اقوام متحدہ تک پہنچاتے ہیں اور انھیں پر فریب بیانات سے اپنا ہمنوا بناتے ہیں لیکن اس مسئلے پر ان کی خاموشی سمجھ میں نہیں آئی ہو سکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح یہ بھی سرکار کے خیر خواہ ہوں اور مسلمانوں کے خلاف جیسا کہ مرزا صاحب نے اپنے والد کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی پچاس سوار اور گھوڑوں سے مدد کی تھی اور ان کے بھائی نے ہلال و صلیب جنگ کے درمیان صلیبیوں کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف لڑائی میں شریک تھا (دیکھیے کتاب البریہ) ممکن ہے کہ یہاں کے قادیانی انیمل رائٹ (ENIMAL RIGHT) والوں کے حق میں ہوں اور مسلمانوں کے خلاف۔ (واللہ اعلم)

شہداء ختم نبوت کیس کا فیصلہ مارشل لاء ختم ہونے سے قبل سنایا جائے، امیر مرکزیہ

بہاولپور (نمائندہ ختم نبوت) مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کے صدر اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا خان محمد نے کہا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس پر موثر عمل درآمد کیا جائے شہداء ختم نبوت ساہیوال کے کیس کا فیصلہ ہوئے چار ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے اسے مارشل لاء ختم ہونے سے قبل سنایا جائے۔ مولانا خان محمد نے مولانا اسلم قریشی کیس میں حکومت کی ناکامی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ مولانا قریشی کو بازیاب کیا جائے

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کا بیرونی منظر، یہ دفتر محدث عصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار ہے

اداریہ

یہود و نصاریٰ کا اپنے لے پالک قادیانی ٹولے پر ایک اور انعام

کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ میں ایک مرزائی نے وہاں کے مسلمانوں کے خلاف ایک درخواست دائر کی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ اسے مسلمانوں کے حقوق دلائے جائیں تاکہ وہ ان کی مساجد میں عبادت کر سکے اور ان کے قبرستان میں دفن ہو سکے۔ اس درخواست کے بعد مرزائیوں نے عدالت سے حکم امتناعی حاصل کر لیا۔ لیکن مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد نے جو اس کیس کے سلسلہ میں بطور خاص جنوبی افریقہ گیا یہ حکم امتناعی ختم کرا دیا۔ بعد ازاں مقدمہ سماعت کے لئے پیش ہوا تو مسلمانوں نے اپنا یہ موقف پیش کیا کہ عدالت کو اس مقدمے کی سماعت کا اختیار نہیں ہے جواب میں عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ عدالت کو اس مقدمے کی سماعت کا نہ صرف اختیار ہے بلکہ عدالت مسلمان علماء اور فقہاء سے بھی بہتر فیصلہ کر سکتی ہے۔ اس کے بعد وہاں کی مسلم کونسل نے عالم اسلام کے اکابر علماء اور دینی مراکز کو ایک استفتاء بھیجا جس میں پوچھا گیا تھا کہ کیا کسی غیر مسلم عدالت کو مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں مداخلت یا فیصلہ کرنے کا اختیار ہے؟ اس استفتاء کا جواب نفی میں آیا۔ چنانچہ وہ تمام فتاویٰ جات وہاں کی مسلم کونسل نے عدالت میں پیش کرنے کے بعد عدالت کی کاروائی کا بائیکاٹ کر دیا۔ اور عدالت پر واضح کر دیا کہ مسلمان اس کاروائی میں حصہ نہیں لیں گے۔ اس کے بعد کاروائی یکطرفہ طور پر جاری رہی۔ اور اب آخر عدالت نے مرزائیوں کے حق میں اور مسلمانوں کے خلاف فیصلہ دے دیا۔

جنوبی افریقہ کی سپریم کے ججز یہودی یا عیسائی ہیں کہا جاتا ہے کہ جس جج نے یہ فیصلہ دیا وہ یہودی ہے۔ اگر وہ یہودی ہے تو مسلمانوں کو یہودیوں سے کسی خیر کی توقع ہرگز نہیں اس لئے کہ قادیانی گروہ عالمی صیہونیت کا ایجنٹ ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ یہودیوں کی نام نہاد سلطنت اسرائیل میں مسلمانوں کا تبلیغی مشن داخل نہیں ہو سکتا جب کہ قادیانیوں کا وہاں نہ صرف مشن موجود ہے بلکہ ہزاروں قادیانی یہودی فوج میں بھرتی ہیں۔ جو یہودیوں کے شانہ بشانہ فلسطینی مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں۔ بیروت (لبنان) میں ہنستے بستے گھرانوں کو اجاڑنے، وہاں کی سونا اگلنے والی زرخیز زمینوں اور خوشنما باغوں کو ٹینکوں سے روندنے اور ایک ایک دن میں ہزاروں مسلمانوں (جن میں بوڑھے، جوان، عورت، مرد اور معصوم بچے سبھی شامل ہیں) خون بہانے والی یہی قادیانیوں اور یہودیوں پر مشتمل اسرائیلی فوج ہے ـــــ یہودیوں کی اسلام اور مسلم دشمنی ایک واضح حقیقت ہے۔

آج سے چند سال پہلے اسرائیل کی یہودی حکومت نے ایک قرآن شائع کیا جس سے وہ تمام آیتیں حذف کر دی گئیں جو جہاد سے متعلق تھیں یا جن میں یہود کی مذمت تھی۔ پھر وہ تحریف شدہ قرآن افریقی ملکوں میں ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کیا گیا۔ اس وقت مصر کے صدر السید جمال عبدالناصر مرحوم تھے جن پر یہودی سازش کا انکشاف ہوا تو انہوں نے ایسے ہزاروں نسخے تلاش کر کے حاصل کیے اور انہیں ضائع کرایا اور ان کی جگہ ایک صحیح قرآن پاک شائع کرا کے لاکھوں کی تعداد میں افریقی ملکوں میں تقسیم کرایا ـــــ مرزائیوں اور یہودیوں میں صرف اتنا فرق ہے کہ یہودیوں نے قرآن پاک میں لفظی تحریف کی اور مرزائی لفظی و معنوی دونوں قسم کی تحریف کے مرتکب ہوئے۔ یہودیوں نے جہاد کی آیتوں کو قرآن پاک سے نکالا، مرزائیوں نے سرے سے جہاد کو حرام قرار دیا۔ یہودی اصل اسرائیلی ہیں۔ جب کہ مرزا قادیانی یہ کہتا ہے کہ مجھ میں اسرائیلی خون ہے اور میں نصف اسرائیلی ہوں۔ ایسے میں کسی بھی یہودی سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دے گا۔

اگر فیصلہ کرنے والا جج نصرانی (عیسائی) ہے تو یہ وہ قوم ہے جس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو قادیانیوں کا نبی بنا کر بھیجا، اس سے مصلح، مجدد، مہدی، مسیح، نبی، محمد حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر ہونے کا دعویٰ کرا لیا۔ نصاریٰ کی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی اور عداوت آج سے نہیں بلکہ یہ تو آپ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری سے بھی پہلے شروع ہو چکی تھی۔

ابرہہ نامی نصرانی بادشاہ نے خانۂ کعبہ کے مقابلہ میں جعلی خانۂ کعبہ تعمیر کرایا اس کے پس منظر میں بھی یہی عداوت کارفرما تھی کیونکہ نصرانی راہبوں اور پادریوں نے اسے یہ بتلا دیا تھا کہ آخری نبی جس کے ہم منتظر ہیں وہ مکہ معظمہ میں پیدا ہوگا اور نبوت بنی اسرائیل سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی۔ جس کے بعد ابرہہ خانۂ کعبہ کو منہدم کرنے کے لیے ہاتھیوں کی فوج لے کر آیا۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے ننھے منے پرندوں کی ہوائی فوج بھیج کر صفایا کرادیا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لے آئے تو اس وقت کچھ خارق عادات واقعات رونما ہوئے جن سے تورات اور انجیل کے عالموں نے یہی خیال ظاہر کیا کہ نبی آخرالزماں کا ظہور ہو چکا ہے اور اب بنی اسرائیل سے نبوت چلی گئی۔

اعلان نبوت سے قبل جب آپ نے تجارتی سفر فرمائے تو بحیرہ راہب اور نسطورا راہب نے آپ کو دیکھ کر پہچان لیا اور بتایا کہ آپ نبی آخرالزمان ہیں اور ساتھ ہی مزید سفر سے یہ کہہ کر روک دیا کہ نصرانی ان کی جان کے دشمن ہیں اگر انہوں نے پہچان لیا تو وہ آپ کو قتل کر دیں گے۔

الغرض نصرانیوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت اور عداوت بہت پرانی ہے عجمی اور عربی کا تصور انہیں کا پیدا کردہ ہے۔ مسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی، اسود عنسی سجاح نامی عورت اور ان کے بعد جتنے بھی مدعیان نبوت پیدا ہوتے۔ ان کے دعوؤں کے پس منظر میں بھی وہی عداوت ونفرت کارفرما رہی۔ پہلے دور کے جھوٹے مدعیان نبوت اس لیے کامیاب نہ ہو سکے کہ وہ دور اسلام کی حکمرانی اور علمداری کا دور تھا جوں ہی کسی بدبخت نے نبوت کا دعویٰ کیا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت کو زندہ کر کے اسے تہ تیغ کر دیا گیا۔ لیکن جس دور میں مرزا غلام احمد قادیانی سے اس کے سامراجی آقاؤں نے نبوت کا دعویٰ کرایا اس وقت پوری مسلم دنیا سامراج کے زیر تسلط تھی، مسلمان مظلوم اور محکوم تھے۔ تمام مسلم ملکوں میں سامراجی تسلط کے خاتمے کے لئے آزادی کی تحریکیں شروع تھیں۔ خصوصاً متحدہ ہندوستان میں تحریک آزادی پورے

باقی ص۱۲ پر

آہ! مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی جالندھری

پرچہ تیاری کے مراحل میں تھا کہ ساہیوال سے مشہور مجاہد، حق گو عالم دین تحریک ختم نبوت کے جانباز سپاہی، دیوبندی مکتب فکر کے گوہر تابدار، ملک کی عظیم دینی درس گاہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے ناظم اعلیٰ اور ماہنامہ الرشید کے چیف ایڈیٹر حضرت مولانا فاضل حبیب اللہ صاحب رشیدی کے سانحۂ ارتحال کی افسوسناک خبر موصول ہوئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا کا ۲۰ دسمبر کے دن انتقال ہوا۔ انہوں چند دن پہلے متعدد جلسوں سے خطاب فرمایا۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان کانفرنس ہوئی۔ آپ نے کانفرنس میں شرکت کی اور اپنی شعلہ بیانی سے عوام کو گرمایا ـــــ یہ ان کی زندگی کا آخری سفر تھا جو انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے فرمایا۔

مولانا مرحوم نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے اسلام اور اہل اسلام کی تحریر و تقریر کے میدان میں گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ خصوصاً ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے آپ کی قربانیاں تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھی جائیں گی ـــــ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے لیے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب کی وفات کے بعد یہ بہت بڑا حادثہ ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین ـــــ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مرشد العلماء حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر، حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، جناب عبدالرحمن یعقوب باوا اور مولانا منظور احمد الحسینی نے اس عظیم سانحۂ ارتحال پر گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے۔

صدر اور وزیر اعظم کے نام

السلام علیکم، مزاج شریف، جب سے انتخابات ہوئے ہیں۔ اور مرکزی اور صوبائی اسمبلیاں اور سینٹ بنی ہیں۔ آپ لوگ کہہ رہے ہیں۔ جمہوریت آگئی ہے۔ اس لئے جب جمہوریت میں اکثریت کے فیصلہ اور رائے پر عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ تو پھر آپ پاکستان کی 99 فی صد اکثریت اور ختم نبوت کے پروانوں کے سالہا سال سے کئے جانے والے مطالبہ کے مطابق پاکستان کے ازلی و ابدی دشمن قادیانیوں کو مکمل خاتمہ کرنے کے لئے مولانا محمد اسلم قریشی مبلغ ختم نبوت سیالکوٹ کے قادیانی مرتد قاتل غنڈوں کو پھانسی کیوں نہیں دیتے، قادیانی مرتدوں کو فوج۔ پولیس۔ اور دیگر سرکاری عہدوں سے الگ کیوں نہیں کرتے؟ مسلمان کے قادیانی مرتد ہونے پر اُسے قتل کرنے کا قانون نافذ کیوں نہیں کرتے! قادیانیوں کو ان کی آبادی سے زیادہ ملازمتیں کیوں دے رکھی ہیں۔ قادیانی مرتدوں کی فوجی اور سیاسی تنظیموں کے خلاف قانون کیوں قرار نہیں دیتے! ان کے ہفتہ وار اور ماہوار رسائل لاہور وغیرہ جو اسلام کے خلاف تبلیغ کفر کرتے ہیں۔ اور صدارتی آرڈی نینس کی بغاوت اور توہین کر کے آپ کی بھی توہین کرتے ہیں۔ اُن کے ڈکلریشن کیوں کینسل نہیں کرتے؟ اُن کو خلاف اسلام کفریہ کتابوں اور قرآن کے پاکستان میں اور بیرون پاکستان چھاپنے۔ فروخت اور تقسیم کرنے پر ۳-۳ سال قید سخت کی سزا کیوں نہیں دیتے؟ قادیانی مرتدوں کے اسلام کے نام پر رکھے ہوئے ضیاء الاسلام پریس۔ اور ضیاء الاسلام پریس ضبط کیوں نہیں کرتے؟ اب جبکہ آپ جمہوریت پھر لے آئے ہیں۔ تو 99 فی صد جمہور کی خواہش اور درخواست کے مطابق مندرجہ بالا مطالبات پر فوراً عمل کریں۔ اس سے یقیناً پاکستان کی سلامتی بھی پاکستان دشمن قادیانیوں سے محفوظ ہو جائے گی۔ آپ کی صدارت پاکستان کو بھی دوام حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بھی آپ سے بالکل راضی اور خوش ہو جائے گا۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے محبوب پیغمبر اور آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی آپ کو یقیناً نصیب ہوگی۔ آمین۔ ثم آمین

(منظور الٰہی ملک سیالکوٹ)

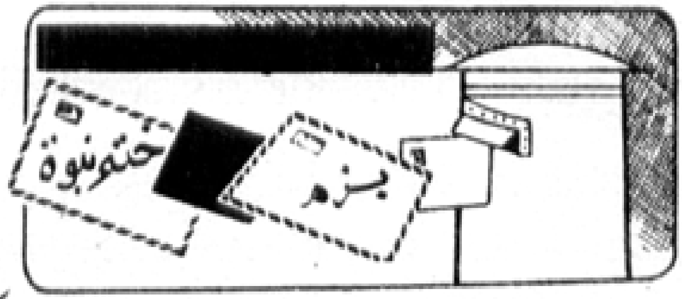

رسالہ ختم نبوت کی برکت اور فائدہ

جناب کا دوسرا رسالہ ملا پڑھ کر انتہائی خوشی ہوئی رسالہ کی اتنی انتظار تھی جیسے کسی کو نرینہ اولاد کی خواہش ہوتی ہے اس کے تولد ہونے پر آدمی حسب توفیق مٹھائی تقسیم کرتا ہے بندہ نے رسالہ ملنے پر یہ رسم ادا کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ رسالہ کی جتنی تعریف کروں اتنی ہی کم ہے۔ آپ کے مرسلہ رسالوں کا بہت اثر ہوا یہاں کے لوگ پڑھ کر قادیانیت سے نفرت کرنے لگے ہیں یہ وہی سادہ لوح ہیں جو کل تک انہیں مسلمان سمجھتے تھے۔

آپ حضرات کو ایک مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ رسالہ پڑھ کے تین قادیانی نوجوان قادیانیت چھوڑ چکے ہیں۔ اور اپنے والدین کے لئے وہ کوشش کر رہے ہیں عنقریب آپ ان کے بارے میں بھی خوشخبری سنیں گے۔

احمد بخش ..... ضلع ڈیرہ غازی خان

سندھ میں قادیانیوں کی سرگرمیاں

گذشتہ چند سالوں سے قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی خطرناک سرگرمیوں سے ہر مسلمان واقف ہے۔ بالخصوص باب الاسلام سندھ میں کنری اور تھرپارکر اضلاع ضلع سکھر اور بدین وغیرہ میں انہوں نے مسلمانوں میں اشتعال انگیزی پیدا کر رکھی ہے۔ اور ان کی پشت پناہی بعض قادیانی سرکاری افسران کر رہے ہیں اس کے علاوہ انہوں نے تقسیم سے قبل اور قیام پاکستان کے بعد کافی جاگیریں انگریزی حکومت اور ظفر اللہ اور دوسرے قادیانی گماشتوں کے ذریعہ ارزاں قیمت پر حاصل کی تھیں۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ سندھ کے سادہ لوح اور نیک مسلمانوں کو جلد مرتد بنا لیا جائے گا اور عیاشی و فحاشی کے ذریعہ جاگیرداروں، زمینداروں کو خرید لیا جائے گا۔ مگر سندھ کے غیور علماء اور غیرت مند مسلمانوں کے تعاقب سے یہ لوگ پریشان ہو گئے ہیں۔ اور اب چھوٹے گاؤں آباد کر رہے ہیں تاکہ چند سال بعد یہاں کی مقامی آبادی میں

چیف ایڈیٹر نوائے وقت کا مکتوب گرامی

مکرمی و محترمی مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب سلام مسنون!

گرامی نامہ مع پمفلٹ کلمہ طیبہ کی توہین ملا شکریہ میں نے اس رسالہ کا مطالعہ کیا ہے میں اس پوزیشن میں تو نہیں کہ کسی حذف و اضافے کی تجویز پیش کروں۔ لیکن یہ پیش کش کر سکتا ہوں کہ آپ اجازت دیں تو مناسب ریڈ ایڈیٹنگ کے بعد اسے نوائے وقت کے کالموں میں شائع کر دیا جائے تاکہ اس کے لاکھوں پڑھنے والے قاری اس سے مستفید ہو سکیں۔ اور اس کا ثواب آپ کے علاوہ ہمیں بھی مل سکے امید ہے آپ مع الخیر ہوں گے۔

والسلام

احقر مجید نظامی

کھل مل کر خفیہ طور پر جدید طریقہ پر مرزائیت کا پرچار کیا جائے۔ سندھ میں گذشتہ چند سالوں میں بڑے قادیانی بھی دورہ کر چکے ہیں۔ اور ان کی ہدایت پر سندھ میں انہوں نے زمینیں خریدنے اور مسلمانوں میں اشتعال انگیزی کی مہم شروع کی ہے۔ سکھر، حیدرآباد، جیکب آباد، بدین میں جو واقعات ہوئے وہ ان کی سازشوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ ان کا پروگرام خطرناک ہے، لہٰذا حکومت اور علماء کرام اور طلبہ عوام ہوشیار اور بیدار رہنا چاہیے۔

(محمد عثمان الحدی، کراچی)

پرچہ دیکھا دل سے دعا نکلی

ہفت روزہ ختم نبوت کا ایک شمارہ گزشتہ دنوں نظر سے گزرا، پڑھ کر دل سے دعا نکلی کہ آپ کی مجلس اس قدر معیاری دینی پرچہ جاری کر رہی ہے اور ختم نبوت کے مشن کو آگے سے آگے بڑھا رہا ہے۔ آپ کا ادارہ قابل مبارکباد ہے کہ وہ اس مبارک مشن کو تحریری جہاد کے لئے بھی پورا کر رہا ہے، خداوند کریم آپ کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار فرمائے۔ اور منکرین رسالت پر اپنا قہر نازل فرمائے۔

طاہر اقبال انصاری، صدر ینگ پاکستانی رائٹرز، کراچی

ایک نومسلم کا خط

بندہ آپ کے ہفت روزہ ختم نبوت کا باقاعدہ مطالعہ دلچسپی سے کرتا ہے۔ اب تو ماشاءاللہ کتابت اور ٹائٹل بھی کافی بہتر اور دیدہ زیب ہو گئی ہے۔

راقم الحروف نسلی طور پر قادیانی تھا۔ لیکن قادیانی لاہوری اور آپ کے ختم نبوت والوں کے لٹریچر اور کتب کے مطالعہ کے بعد بحمد للہ کہ مجھ پر عرصہ سے قادیانی عقائد کا پول کھل چکا ہے۔ اور میں دل سے قادیانیت احمدیت چھوڑ چکا ہوں۔ لیکن جیسا کہ آپ نے بھی اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے کہ احمدیت سے تائب ہو کر علی الاعلان اسلام میں داخل ہونے والوں کو کس قدر اپنی برادری اور قادیانی تنظیم کی سختیوں کا مقابلہ سہنا پڑتا ہے جبکہ اہل

باقی صفحہ ۳۲ پر

مجھے شکایت ہے

آزادی کی علمبردار بہنوں سے

زاہدہ غلام رسول

صاحب! آج کے دور میں کس کو کس سے شکایت نہیں اساتذہ کو شاگردوں سے شکایت، والدین کو بچوں سے شکایت گاہکوں کو دکانداروں سے شکایت، شوہر کو بیوی سے شکایت اور تو اور عوام کو حکمران سے شکایت:۔

مجھے بھی اپنے معاشرے کے کئی افراد سے شکایت ہے لیکن سب سے زیادہ ناراضگی ہے آزادی کی بہنوں سے جی ہاں! ان سے جو مشرق اور مغرب کا فرق مٹانا چاہتی ہیں آج کل کی خواتین کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ انہیں آزادی حاصل نہیں جس کی وہ حقدار ہیں حالانکہ جو آزادی ان کا حق تھا وہ حضورؐ نے اپنے زمانے میں ان کو عطا فرما دیا تھا۔

پرانے زمانے کے مرد جنگلی جانوروں سے بھی بدتر تھے اپنی عورتوں کو مارتے تھے اور ان سے جانوروں سے بھی برا سلوک کرتے تھے عورتیں ان کے سامنے اف تک نہ کہہ سکتی تھیں مردان کو صرف کام کاج خواہشات کی تکمیل اور اولاد کی خاطر رکھتے تھے حضورؐ نے انکو جائز حقوق دلوائے اور جائداد و وراثت میں بھی حصہ مقرر فرمایا۔

تو کیا آج کی عورت ان صحابیاتؓ اور دیگر پاکباز عورتوں سے زیادہ عظیم ہے کہ اس کے لئے پردے کی کوئی ضرورت نہیں، آنکھ اور دل کا پردہ کافی ہے خدا نخواستہ ان عورتوں کے کردار میں ہی کوئی عیب تھا کہ ان کے لئے باپردہ ہونے کا حکم نازل ہوا ارشاد ہوتا ہے

"گھروں میں بیٹھو اور زمانہ جاہلیت کی طرح بن سنور کر بازاروں میں نہ نکلو"

دراصل آج کی عورت جو آزادی مانگ رہی ہے وہ ہے مردوں کے شانہ بشانہ دفتروں اور دوسری جگہوں پر کام کرنے کی آزادی اور مردوں کے ساتھ کھیل کھیلنے کی آزادی حالانکہ اسلام نے غیر مردوں کے سامنے آنے اور ان سے مجبوری کے علاوہ بات چیت کرنے سے منع فرمایا ہے مرد و عورت نامحرم ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے ہاتھ ملاتے ہیں یہ ایک ایسا فعل ہے جیسے انہوں نے اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت سے مس کیا۔

یہ وہ آزادی ہے جس نے عورتوں کے سروں سے چادریں اتار دیں اور بچی ہوئی کرسیاں ڈال دیں اور عورت کو چراغ خانہ کی بجائے شمع محفل بنا دیا، یہ وہ آزادی ہے جس نے عورتوں کے ڈھیلے ڈھالے مشرقی لباس اتروا کر مغربی چست اور ادھورے لباس پہنوا دیئے مغربی عورت کو سرعام برہنہ کر دیا۔ اور اس کو گھن کی طرح چاٹ لیا اور اب مشرق کی عورت کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے یہ وہ آزادی ہے جس میں مغرب کی عورت نے عصمت جیسے گوہر نایاب کو سرعام لٹا دیا اور اب یہ اندھیرا بادل برسانے والی گھٹا کی طرح مشرق کی طرف بڑھ رہا ہے۔

خدا کے فضل سے ملک کی بیشتر خواتین پڑھی لکھی ہیں ان کو تو ملک کی ان پڑھ خواتین کو صحیح خطوط پر گائیڈ کرنا تھا۔ لیکن یہ تو خود ہی آزادی کے صحیح مفہوم سے ناآشنا ہیں بلکہ اصل ہنگامہ بھی انہی کا ہے ایسے پڑھے لکھوں سے تو وہ جاہل خواتین اچھی ہیں جو اس بات سے تو آگاہ ہیں کہ اسلام نے کس کام کی اجازت دی ہے اور کس کی نہیں۔

کاش ہمارے ملک کی خواتین آزادی کے صحیح مفہوم سے آشنا ہوں اس بات کی صداقت کی قائل ہوں کہ دراصل اسلام و قرآن طاق میں سجا کر رکھنے والی چیز نہیں ہے بلکہ اس سے احکام لے کر اپنی عملی زندگی میں نافذ کرنے ہیں اور اگر ہم اسلام کے اصولوں سے خائف ہیں جدید دور میں اسے لیکر ہم آگے ترقی نہیں کر سکتے تو اس لبادے کو اتار پھینکیں، تاکہ اس دو غلے پن سے تو نجات ملے۔

میری دعا ہے کہ ہمارے ملک کی خواتین آزادی کی اس قدر و قیمت کو کچھیں جو پیارے نبیؐ نے ان کے لئے مقرر فرمائی اور اس بات کی معترف ہوں کہ اصل بادشاہت اس کے گھر کی چار دیواری ہوتی ہے اور اس کا اصل مقام وہی ہے۔

سلسلہ طب نبوی ﷺ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سینگی پچھنے لگوانے کا ذکر

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حدثنا عمرو بن علی حدثنا ابو داؤد حدثنا ورقاء بن عمرو عن عبد الاعلی عن ابی جمیلۃ عن علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم وامرنی ناعطیت الحجام اجرۃ ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سینگی لگوائی اور مجھے اس کی مزدوری دینے کا حکم فرمایا میں نے اس کو ادا کر دیا۔

فائدہ اس حدیث میں بھی دو فائدے ہیں۔ سینگی کے استعمال اور اس کی اجرت ادا کرنے کا جواز۔

حدثنا ھرون بن اسحٰق الھمدانی حدثنا عبدۃ عن سفیٰن الثوری عن جابر عن الشعبی عن ابن عباس انہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم فی الاخدعین و بین الکتفین واعطی الحجام اجرۃ ولو کان حراما لم یعطہ ۔

ابن عباس رضی اللہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گردن کی دونوں جانب پچھنے لگوائے اور دونوں کے درمیان اور اس کی اجرت بھی مرحمت فرمائی۔ اگر ناجائز ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے مرحمت فرماتے ۔

فائدہ چونکہ سینگی لگانے میں منہ سے خون کھینچنا پڑتا ہے۔ اس وجہ سے بعض احادیث میں اس کمائی اور اس پیشہ کی برائی آئی ہے جیسا کہ شروع میں گذرا ہے۔ بعض روایتوں میں اس کی کمائی کو خبیث فرمایا ہے۔ جس کی بناء پر بعض علماء اس کی اجرت کو ناجائز فرماتے ہیں ۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دونوں روایتوں میں اس طرح جمع کرتے ہیں کہ ممانعت کی روایت کو آزاد لوگوں کے حق میں بتاتے ہیں اور اجازت کی روایات کو غلاموں کے حق میں اور چونکہ ابوطیبہ بھی غلام تھے اس لیے اجرت دینے میں کوئی اشکال نہیں۔ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ

باقی صفحہ

بقیہ: اداریہ

عروج پر تھی۔ ایسے مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو ختم کرنے اور ان کا اسلام سے رشتہ اور تعلق منقطع کرنے کے لیے مرزا قادیانی کو استعمال کیا گیا۔ جس نے مہدی، مجدد، مسیح اور نبوت کا دعویٰ کر کے اپنے سامراجی آقاؤں کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے شروع کیے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کا پورا خاندان مغربی سامراج کا پرانا وظیفہ خوار ہے۔ جسے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی مخبری کرنے، جاسوسی کا فریضہ انجام دینے، ۵۰ گھڑ سوار نوجوانوں کی امداد مہیا کرنے کے صلے میں بے شمار انعام و اکرام دیے گئے۔ بعد میں اسی وفادار خاندان کے فرد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوت کا منصب سونپا گیا۔ نبوت کا اعزاز حاصل کرنے کے بعد اس نے اپنے سامراجی آقاؤں کا خوب حق نمک ادا کیا۔ ان کی تعریف و توصیف میں دفتر در دفتر کتابیں، رسائل اور اشتہارات شائع کیے۔ انگریز حکمرانوں کو اولی الامر قرار دے کر ان کی اطاعت و فرمانبرداری کو فرض قرار دیا۔ ان کے ساتھ جہاد کو حرام اور جہاد کرنے والوں پر باغی اور غدار کا فتویٰ داغا۔ مرزا قادیانی خود یہ لکھتا ہے کہ "میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں" مرزا قادیانی کا پورا خاندان اور اس کا پورا گروہ آج بھی اپنے سامراجی آقاؤں کی نمک حلالی میں مصروف ہے۔ اور عالم اسلام کے خلاف مخبری اور جاسوسی کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔ آج بھی مرزا قادیانی کے خاندان اور اس کے پیروکاروں پر اس اہم خدمت کی انجام دہی کیلئے سامراجی خزانوں کے منہ کھلے ہوئے ہیں۔ "نبوت" "خلافت" کا اعزاز یا انعام دینے کے بعد دنیا کا سب سے بڑا انعام "نوبل پرائز" اور عالمی عدالت کی کرسی پر اس غدار اسلام ٹولے کو بٹھانا اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

جن نصرانیوں نے اپنے اس بے باک گروہ کو اتنے بڑے بڑے انعامات سے نوازا ہے وہ اس گروہ کو عالم اسلام کے متفقہ فیصلے کے برخلاف مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ بھی دے سکتے ہیں جو انہوں نے جنوبی افریقہ کی نسل پرست، سیاہ فام لوگوں کی دشمن اور قاتل حکومت کی سپریم کورٹ سے دلوا دیا۔ اس فیصلے سے مرزائی مسلمان نہیں ہو سکتے اور نہ ہی دنیا کا کوئی مسلمان انہیں بحیثیت مسلمان قبول کرنے کیلئے تیار ہے۔ (محمد حنیف ندیم)

انگریزی سے اردو۔ کے۔ ایم سلیم راولپنڈی

پوپ جان پال دوم کے نام کھلا خط

اسلام میں شمولیت کی دعوت

جناب احمد دیدات پہلے عیسائی تھے اسلام اور پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ان پر آشکارا ہوئی تو وہ نہ صرف حلقہ بگوش اسلام ہو گئے بلکہ وہ اسلام کے عیسائیت کے خلاف بہت بڑے مبلغ اور بہت بڑے مناظر ہیں انہوں نے عیسائیوں کے پوپ پال دوئم کو ایک خط میں مناظرے کا چیلنج دیا تھا جس کا جواب پوپ پال نے ابھی تک نہیں دیا ہم ذیل میں اس انگریزی خط کا اردو ترجمہ جناب کے۔ ایم سلیم راولپنڈی کے شکریے کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔

ادارہ

جناب پوپ پال دوئم وٹیکن دوم۔ اٹلی

انسانی برادر عزیز ــــــــــــــ

میں تم کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق سلام پیش کرتا ہوں۔

تم پر سلامتی ہو اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت دے اور تم پر اور تمہارے لواحقین اور دوستوں پر اپنی رحمت سے درگزر فرمائے۔

تم یسوع مسیح کے رومی کلیسا کے ہزاروں لاکھوں پیروؤں کے پیشوا اور دینی رہنما ہو اور چونکہ قرآن پاک میں اللہ قادر مطلق کی طرف سے ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم ایک واحد اور سچے معبود کی عبادت اور طاعت کی طرف لوگوں کو پیش کش کریں اس لیے اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے میں تم سے خاص طور پر اس لیے مخاطب ہوں کہ تم عیسائیوں کے رہبر ہو۔ چنانچہ میرے لیے یہ وقت بہت موزوں ہے کہ میں تم کو اسلام کی طرف بلاؤں اور اسلام میں داخلے کے لیے دعوت دوں۔ اسلام میں تمہاری شمولیت اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہو جائے گی بلکہ خود یسوع مسیح کے حکم کی اتباع ہوگی بلکہ وہ تمام انبیاء اور رسل جو مسیح سے قبل ہوئے ہیں اور جن کو ہم سب مل کر تسلیم کرتے ہیں ان کے پیغام کی فرمانبرداری بھی ہو جائے گی۔ اس لیے یہ میرا فرض ہے کہ میں تم سے کہوں کہ تم دین اسلام قبول کر لو۔

لیکن تمہاری پیدائشی تربیت و تعلیم عیسائی عقیدے پر ہوئی ہے اور ہم تمہاری اس بات کو سمجھتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ تمہارے عقائد کے چند مفروضات ایسے ہیں جو کہ دین آخر کی تردید کرتے ہیں اس لیے اول یہ ضروری ہے کہ تمہاری فہم اور تمہارے قلب کا تزکیہ کیا جائے تاکہ دین اسلام قبول کرنے سے قبل تم ذہنی طور پر مطمئن ہو جاؤ۔ اس مقصد کے تحت تم کو مناظرہ کی دعوت دیتا ہوں تاکہ ان موضوعات پر جو کہ تم کو اسلام کی حقانیت کو تسلیم کرنے سے مانع رکھتی ہیں تم ہمارے ساتھ مکالمہ کرو۔

علاوہ ازیں تم خود ایسے مناظروں کے انعقاد کو پسند کرتے ہو اور اس بارے میں تم نے اپنی خواہش کا اظہار بھی کیا ہے جس کی بہت جگہ تشہیر بھی ہوئی ہے مثلاً جب تم ترکی گئے تو تم نے وہاں کے مسلمانوں سے گفتگو کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ پھر جب تم نے نائجیریا کا دورہ کیا وہاں بھی تم نے مباحثہ کرنے کی ایک پر جوش تمنا کی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی تم کسی ایسے غیر ملک جاتے ہو جہاں مسلمان آبادی کی اکثریت ہے تو تم وہاں مناظرہ کی آرزو کو اپنے پیغام کا خاص موضوع بناتے ہو۔

بحیثیت ایک روحانی پیشوا اور انسان ہونے کے تم خوب سمجھتے ہو کہ تمہارا مذہب اور ایمان خود تمہارے ان فرائض پر جو دیگر دنیا سے متعلق ہیں مسابقت رکھتا ہے اس لیے اب یہ بالآخر ذاتی پسند کا معاملہ ہے کہ تم اپنے لیے کیا پسند کرتے ہو جہنم کی آگ میں جانا یا جنت کے باغوں میں پہنچنا۔

اس واسطے آؤ اور ہم سے مناظرہ کرو اور اس مقصد کے لیے میں تم کو مطلع کرتا ہوں کہ اللہ ہم کو یہ حکم دیتا ہے:

قُلْ يَآ أَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط (آلِ عمران ۶۴)

ترجمہ:۔ تو کہہ اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو برابر ہے ہم میں اور تم میں کہ بندگی نہ کریں ہم مگر اللہ کی اور شریک نہ ٹھہراویں اس کا کسی کو اور نہ بنا دے کوئی کسی کو رب سوا اللہ کے۔

ہماری تجویز ہے کہ اسلام اور عیسائیت کا مناظرہ

عمل کا معیار

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

اسلام میں کسی نیک عمل کی قبولیت کے لیے دو معیار رکھے گئے ہیں، ایک معیار وہ ہے جس سے اس عمل کی صحت اور درستگی کا پتہ چلتا ہے، اور دوسرا معیار وہ ہے جس سے اس عمل کے اللہ کے ہاں قبول ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

کسی نیک عمل کے صحیح اور درست ہونے کا معیار یہ ہے کہ اسے شریعت اسلامیہ کے بتائے ہوئے طریقے اور اس کی تعلیمات کے مطابق ادا کیا جائے، اگر اس عمل کے بجالانے میں اسلامی تعلیمات کی رعایت نہ کی گئی تو وہ عمل سرے سے درست ہی نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اور آپ کے ذریعہ ان کو عبادت کرنے اور نیک اعمال بجالانے کے طریقے سکھائے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو نماز کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: (واقیموا الصلوٰۃ) اور نماز قائم کرو۔ اب بندے نماز کیسے قائم کریں، اس کی تفصیل قرآن کریم میں نہیں بیان کی گئی، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بندوں کو سکھائی گئی ہے، چنانچہ جب نماز کا حکم نازل ہوا تو جبریل امین کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا کرنے کا طریقہ سکھایا گیا، پانچ نمازوں کے اوقات بتلائے گئے، آپ نے درسِ نماز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ادا کی، جس کی ابتدا اللہ اکبر سے ہوتی ہے، اور جس کا اختتام السلام علیکم ورحمۃ اللہ پر ہوتا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ”صلوا کما رأیتمونی أصلی“ تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔

اسی طرح روزے کا حکم ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھ کر امت کے سامنے اس کی عملی شکل پیش فرمائی۔

اسی طرح جب زکوٰۃ کا حکم ہوا تو آپ نے امت کو زکوٰۃ کی تفصیلات سکھائیں کہ سونے چاندی اور روپے پیسے میں کتنی زکوٰۃ ادا کرنی ہے، مویشیوں میں کتنی ہے اور غلہ جات میں اس کی کیا مقدار ہے۔

قرآن کریم میں جب حج ادا کرنے کا حکم نازل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حج فرض ادا فرمایا، اور مناسک حج اونٹ پر سوار ہوکر ادا فرمائے کہ ہر شخص آپ کو دیکھ کر احکام حج سیکھ سکے، اور ساتھ یہ اعلان بھی فرمایا: ”خذوا عنی مناسککم“ مجھ سے حج ادا کرنے کے طریقے سیکھ لو۔

اسی طرح قرآن کریم میں نازل شدہ احکام، حدود اور اخلاق و آداب وغیرہ سب کا عملی نمونہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے سامنے پیش فرمایا ہے، یہاں تک کہ ۲۳ سال کے عرصہ میں آپ پر یہ دین مکمل ہوگیا، اور حجۃ الوداع میں اس کی تکمیل کا اعلان کردیا گیا۔

(الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا) (المائدہ ۳)

آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کردیا، اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کردی، اور میں نے تمہارے لیے پسند کیا ہے اسلام کو دین۔

اور اسی اسلام کو اب ایمان و اعمال کا معیار بناکر اعلان کردیا گیا کہ اب اس اسلام کے معیار کو چھوڑ کر اگر کوئی شخص کسی اور معیار کو تلاش کرے گا تو وہ قابل قبول نہیں، ارشاد ربانی ہے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین (آل عمران ۸۵)

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کا خواہشمند ہوگا تو اس کا وہ دین ہرگز مقبول نہ ہوگا، اور وہ شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

اور اس معیار کے لیے دو بنیادی چیزوں کو متعین فرمادیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں جن اہم امور کو ذکر فرمایا ہے ان میں آپ کا یہ ارشاد بھی ہے:

”لقد ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما ان تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنتی“

میں نے تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑی ہیں اگر تم نے ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو تم کبھی گمراہ نہ ہوگے اللہ کی کتاب، اور میری سنت۔

اس معیار کی اہمیت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

"من عمل عملاً لیس علیہ آمرنا فھو رد"

جو شخص ایسا عمل کرتا ہے جس پر ہماری شریعت کی کوئی دلیل نہ ہو تو وہ عمل مردود اور ناقابل قبول ہے۔

کسی نیک عمل کے اللہ کے ہاں قابل قبول ہونے کا دوسرا معیار یہ ہے کہ اس عمل کے بجالانے میں اس کا مقصد صرف رضائے الٰہی ہونا چاہیئے، اپنی شہرت، دکھاوا یا دنیا کا کوئی اور مقصد نہ ہونا چاہیئے، اس کو اخلاص سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کو وہی عمل پسند ہے، جو اخلاص سے بجالایا جائے ایسے عمل کو وہ قبولیت کا شرف بخشتے ہیں، اور اس پر دنیا اور آخرت میں اچھا بدلہ اور انعام عنایت فرماتے ہیں۔

کسی نیک عمل کو اخلاص کے ساتھ اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کی غرض سے ادا کرنا ایسا معیار ہے، جو انبیاء کرام علیہم السلام اور سابقہ امتوں کو بھی اس کی تعلیم دی گئی ہے، ارشاد باری ہے:

وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین

لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوٰۃ

ویؤتوا الزکوٰۃ وذلک دین القیمۃ (البینۃ)

حالانکہ ان اہل کتاب کو صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ یکسو ہو کر خالص اللہ کی اطاعت کے اعتقاد سے اس کی عبادت کیا کریں، اور نماز کی پابندی رکھیں۔ اور زکوٰۃ دیا کریں، اور یہی طریقہ درست اور مضبوط ہے۔

قرآن کریم نے ایسے نیک مسلمانوں کی جا بجا مثالیں پیش کی ہیں جو ہمیشہ اچھے کام کرتے وقت ان دونوں قسم کے معیاروں کا خیال رکھتے ہیں، اس میں عام مسلمانوں کے لیے ترغیب بھی ہے اور آسانی بھی ہے، تاکہ وہ ان مثالوں کو سامنے رکھ کر ویسا ہی عمل کریں۔

باقی صفحہ ۲۶ پر

فضیلت علم

فاطمہ کراچی

اسلام میں حصول علم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سب سے پہلی وحی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اس کا پہلا لفظ ہی "اقرا" یعنی پڑھ ہے۔ ہمارے عظیم رب کا سب سے بڑا احسان یہ علم ہی ہے جو اس نے دین اسلام کی شکل میں مسلمان قوم کے لئے اتارا۔ اس علم سے غفلت ہماری بہت بڑی بدنصیبی ہے کیونکہ اللہ کے بھیجے ہوئے علم کے سوا کوئی ایسا ذریعہ نہیں جس سے انسان حقیقت کو پا سکے دنیا کی زندگی تو بظاہر کامیابی سے گزر بھی سکتی ہے لیکن اُخروی کامیابی کا کوئی امکان نہیں اگر ہم علم دین کی رہنمائی میں چلنا قبول نہ کریں۔ علم اور خصوصاً دین کا علم حاصل کرنے والوں کے لئے ہمارے رب نے بڑے عظیم درجے مقرر کر رکھے ہیں قرآن میں فرمایا "تم میں سے جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور جن کو دین کا علم بخشا گیا ہے اللہ ان کو بلند ترین درجات عطا فرمائے گا" کیونکہ ایمان کے ساتھ علم ہی بہترین اعمال کی بنیاد ہے جس کے باعث انسان آخرت کے بلند مقام کو پا سکتا ہے۔

حدیث رسولؐ ہے "علم رکھنے والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں" یعنی ایک مسلمان کو جتنا جتنا اپنے دین کے بارے میں علم ہوگا کہ کب کیا کرنا چاہیے اور کب کیا نہیں کرنا چاہیئے وہ اُتنا زیادہ اس پر عمل بھی کرتا رہے گا جس کے نتیجے میں اسے دل سکون حاصل رہے گا اور جہاں وہ شیطان یا اپنے نفس کے زیر اثر اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرے گا وہ بے اطمینانی کی کیفیت میں مبتلا رہے گا اور آخر کار اسے توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے گی۔ دوسری طرف اگر ایک شخص کو یہ علم ہی نہ ہو کہ کس معاملے میں اس کے رب کا کیا حکم ہے وہ خلاف ورزیاں کرتا رہے گا اور اسے توبہ کا خیال بھی نہ آئے گا۔ اور پھر کون سی بات کتنی شدت سے دین میں پسند یا ناپسند ہے اس کا علم بھی عمل پر بے حد اثر انداز ہوتا ہے کیونکہ ہمیں بہت سی باتیں معلوم بھی ہوتی ہیں پھر بھی ان پر عمل کم ہی ہوتا ہے مثلاً سب ہی جانتے ہیں کہ جھوٹ بولنا گناہ ہے لیکن پھر بھی بہت سے لوگ تقریباً ہر روز جھوٹ بولتے ہیں لیکن اگر انہیں جھوٹ کے بارے میں علم ہو جائے کہ جھوٹ دل میں نفاق جیسی بدترین خصلت پیدا کرتا ہے اور اس کی دوسری لعنتیں معلوم ہو جانے کے بعد یقیناً وہ جھوٹ کے قریب بھی پھٹکنا پسند نہ کریں گے اسی طرح ہر کوئی جانتا ہے کہ نماز پانچ وقت فرض ہے لیکن نماز پڑھنے کا اہتمام اور اس کی پابندی کرنے کی فضیلتوں کے بارے میں تفصیل علم نہ رکھنے کی وجہ سے آج مسلمانوں کی اکثریت اس اہم ترین دینی فریضے سے غافل ہے۔

دین کے علم کی اہمیتوں اور فضیلتوں کا احاطہ کرنا آسان نہیں پھر بھی ایک حدیث کے ذریعے ہم بہت حد تک سمجھ سکتے ہیں کہ دین میں علم حاصل کرنے والوں کا کیا مقام ہے۔ حدیث رسولؐ ہے۔

باقی صفحہ ۲۶ پر

مطالعات و تعلیقات

انسانیت کے خیرخواہ — **مولانا قاضی محمد اطہر مبارکپوری** — **جھوٹا وصیت نامہ**

انسانیت کے خیرخواہ

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ایک بزرگ عامر بن عبداللہؒ ہوئے ہیں۔ وہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عابدؒ زاہد اور باخدا بزرگ تھے۔ ان کے حال میں لکھا ہے کہ

وھو الذی سُرقت نعلہ فحلف ان لا یشتری نعلا مخافۃ ان یسرق فیاثم فی سرقتہ (المعارف ص۹۹)

یعنی ایک مرتبہ ان کا جوتا چوری ہوگیا تو انہوں نے قسم کھائی کہ اب وہ اس ڈر سے جوتا ہی نہیں خریدیں گے کہ اسے کوئی مسلمان چرائے اور اس کی وجہ سے گناہگار ہو۔

اللہ اکبر! مسلمانوں کے نزدیک اپنے بھائی کی خیر خواہی اور اس کی بھلائی چاہنے کے کیا کیا ڈھنگ ہوا کرتے ہیں۔ ذرا غور کرو کہ ایک مسلمان صرف اس لیے زندگی بھر جوتا نہ استعمال کرے کہ اگر کوئی مسلمان اسے چوری کرے گا تو ایک بھائی کے جوتے کی وجہ سے دوسرا بھائی گناہگار ہو جائے گا، اور یہ بات ہو جائے گی کہ فلاں آدمی کی جوتا جیسی معمولی چیز کی وجہ سے ایک آدمی چور بنا اور گناہ کا مرتکب ہوا، انسانیت کی خیر خواہی اور اپنی ذات سے کسی کو ضرر نہ پہنچنے دینے کا یہ اہتمام ہم تم نہیں کر سکتے، مگر اللہ کے نیک بندے، اس سے بھی بچتے ہیں کہ کسی بھائی کے ضرر کی نسبت کسی وجہ سے ان کی طرف ہو۔ اور کم از کم اتنا ہی کہا جائے گا کہ فلاں آدمی فلاں صاحب کا جوتا چوری کر کے سزا کا مستحق ٹھہرا! یہ کوئی شرعی حکم نہیں ہے کہ اگر ہماری کوئی چیز کوئی چوری کرے تو ہم اس کا استعمال ہی بند کر دیں۔ بلکہ ہمیں اس کے استعمال کا پورا پورا حق ہے اور چور کو سزا دلانے کی ضرورت ہے۔

اسے معاف نہیں کیا جائے گا، بلکہ یہ تقویٰ، خدا پرستی، عبدیتؐ بندگی، بندوں کی خیر خواہی اور احتیاط و پرہیز گاری کا انتہائی بلند مقام ہے جس پر اللہ کے نیک بندے فائز ہوتے ہیں، اور نیکی و انسانیت کی روشنی کے مینار بن کر انسانی بستیوں میں روشنی پھیلاتے ہیں، ایسے مقدس اور اونچے حضرات ان بستیوں میں اور ان لوگوں میں ہوتے ہیں جہاں ایسے گئے گذرے اور بدکردار لوگ ہوتے ہیں جو مسجدوں سے جوتے چرا چرا کر اپنے ضمیر کو جوتا خور بنائے رہتے ہیں۔ اور جب اللہ کے بندے اللہ کی بندگی میں لگ جاتے ہیں تو یہ لوگ ان کے جوتوں کی چوری میں لگ جاتے ہیں اور جس وقت نیک بخت خدا کی جناب میں عبادت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی وقت میں یہ بدبخت چوری کرتے ہیں، اور دونوں مسجد میں ہوتے ہیں مگر ایک عبادت کرتا ہے اور دوسرا چوری کرتا ہے۔ یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ جس معاشرہ میں انسانیت کے ایسے خیر خواہ ہوتے ہیں جو دوسروں کے گناہ اور ضرر میں مبتلا ہونے کے ڈر سے اپنے آرام کو تج دیتے ہیں، اس معاشرہ میں گناہ گار بہت کم ہو جاتے ہیں اور ان کے اس ایثار کی قدریں چوروں، ڈاکوؤں کو انسانیت کے سانچے میں ڈھال دیتی ہیں۔ ہمارا تو یقین ہے کہ حضرت عامر بن عبداللہؒ کے اس فیصلے کے بعد ان پر اچھے کردار کا اثر کیوں نہیں پڑے گا۔

جھوٹا وصیت نامہ

ایک وصیت نامہ ہمارے بچپن سے ہر سال دو سال کے وقفہ کے بعد کمزور عقیدہ کے جاہلوں اور اسلام کے بدخواہوں کی طرف سے بڑی ہوشیاری کے ساتھ یوں نکلتا رہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے اس میں چند اچھی باتوں کی ہدایت کی جاتی ہے اور ساتھ ہی جھوٹی جھوٹی باتیں آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں، ایسے لوگ جو جان بوجھ کر اس قسم کے جھوٹ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ جہنم کے سزاوار ہیں، آپؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص قصداً میرے اوپر جھوٹ کی تہمت لگائے گا۔ اس کا ٹھکانا جہنم ہے نہ معلوم کون سید احمد ہے جو کہتا ہے کہ میں نے ایک رات مدینہ منورہ میں حضورؐ کو خواب میں دیکھا اور آپ نے فلاں فلاں وصیت کی۔ ہمارے بچپن میں قیامت کی علامتوں میں سن اور سال کی تعیین ہوتی تھی، مگر چونکہ وہ زمانہ گزر گیا اور یہ جھوٹ ظاہر ہو چکا۔ اس لیے اب بڑی چالاکی سے سن اور سال بتائے، بغیر ستارہ طلوع ہونے اور توبہ کا دروازہ بند ہونے کی بات ہوتی ہے اور یہ کہ اس پرچہ کو اتنی تعداد میں تقسیم کرنے والا روپیہ پائے گا۔ اور جھوٹا جاننے والا غم دیکھے گا۔ اس کا لڑکا مر جائے گا اس جھوٹے وصیت نامہ میں یہی ظاہر کیا گیا ہے کہ بمبئی میں ایک شخص نے یہ پرچہ تقسیم کر کے اتنے ہزار روپیہ پایا، اور دوسرے نے اسے جھوٹ

جا سکتی وجہ سے اپنے والد کے ہے ہاتھ دھویا۔ بمبئی کے ایک پریس نے زیادہ تعداد میں چھاپ کراسے رکھ دیا تھا اور وہ پانچ روپیہ سیکڑوں کے حساب سے اپنا دھندا کرتا تھا، وہ کہتا تھا کہ ہمیں جھوٹ سچ سے واسطہ نہیں۔ ہم کو تو دھندا کرنا ہے! ہم نے اس جھوٹے وصیت نامہ کے خلاف کئی بار لکھا۔ مگر الحمدللہ کہ کبھی جانی نقصان ہوا اور نہ مالی اور نہ ہی کسی قسم کا غم اٹھانا پڑا۔ بلکہ اللہ کے فضل وکرم سے ہمارے حالات روز بروز اچھے ہی ہوتے جاتے ہیں، مدینہ منورہ سے منسوب اس جھوٹے وصیت نامہ کے بارے میں مکہ مکرمہ کے مشہور عالم سید علوی مالکی نے مستقل مضمون لکھا اور سعودی عرب کے رسالوں میں چھاپا گیا، جس کا ترجمہ ہم نے شائع کیا تھا، مگر توہم پرست اور جاہل مسلمان ہیں کہ ان کو روپیہ ملنے کے چکر میں اپنے رسول اور دین وایمان پر تہمت لگاتے شرم نہیں آتی، اسی طرح بعض متبرک کارڈ لکھنے کی مہم جاری کی جاتی ہے اور جاہل مسلمان ہزاروں روپیہ کا ڈاک خانہ کا نقصان کرتے کراتے ہیں۔ سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ اپنے دین وایمان کو خراب کرتے ہیں، ذاتی بدعملی اور دین سے غفلت اور چیز ہے اور اسلامی معاشرہ کو بدعقیدہ بنانا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام اور تہمت لگانا اور بات ہے اور یہ بات بہت ہی خطرناک اور غارت گر دین و ایمان ہے۔

بچوں کی دینی تعلیم وتربیت

جو گھرانے دینی اور علمی ہوتے ہیں اور جن گھروں کے ذمہ دار دین ودیانت کے حامل ہوتے ہیں ان میں بالعموم بچوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت بڑے اچھے انداز میں ہوتی ہے اور وہ شروع ہی سے دینی ماحول میں دیکھ کر دینی مزاج پاتے ہیں، اس گئے گزرے زمانہ میں بھی یہ بات بالکل نمایاں نظر آتی ہے کہ شریف گھرانوں کی اولاد بڑی باادب ہوتی ہے اور ہر معاملہ میں ان کی ہر بات ایک خاص رنگ ڈھنگ کی ہوتی ہے، مسلم گھرانوں میں ہمیشہ سے بچوں کی تعلیم و تربیت میں دین اور ایمان کا خاص خیال کیا جاتا ہے، اور ان کو بچپن ہی سے اسلامی اعمال و عقائد پر چلنے کی تلقین کی جاتی ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکوں کو بلا کر (زیتون) کا تیل منگوایا اور ان سے فرمایا کہ اس کی مالش کرو۔ لڑکوں، بچوں نے اپنے لڑکوں بچوں نے اپنے سر میں تیل لگانے سے انکار کیا اور کہا کہ ہم یہ تیل نہیں لگائیں گے اس کے بعد راوی کا بیان ہے کہ فاخذ عصًا وجعل یضربہم ویقول، اترغبون عن دھن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی آپ نے چھڑی لی اور لڑکوں کو مارنا شروع کر دیا۔ اور کہنے لگے کیا تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیل کے استعمال کی سنت سے اعراض کرتے ہو۔ (موضح اوہام الجمع و التفریق ص۱۹۹ ج ۲ خطیب بغدادی)

تدہین اور تیل لگانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی، آپ نے زیتون کے تیل کی خاص طور سے ترغیب دی ہے اور اس کے فوائد بتائے ہیں، مگر یہ کوئی ایسی سنت نہیں ہے جس کے ترک پر سزا ہو، البتہ اس پر عمل کرنے میں ثواب ملے، یہ سنن عادیہ میں ہے مگر اس کے باوجود اس سنت کے انکار پر حضرت عبداللہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے بال بچوں پر شدت اور سختی کی اور ان کو مارنا شروع کر دیا، یہ اقدام بچوں میں دین وایمان کا مزاج اور ذہن بنانے کے لیے تھا تاکہ ان کو ابھی سے رسول کی ایک ایک بات کا لحاظ پاس رہے اور آپ کی ذات سے منسوب کسی امر سے بے رغبتی پیدا نہ ہو۔

اسی طرح دوسرے صحابہ اور تابعین دین کی بظاہر معمولی معمولی چیزوں پر اس قدر زور دیتے تھے کہ ہم تو فرائض اور واجبات پر اتنا زور نہیں دیتے اور اپنی غفلت اور دین سے بے رغبتی کے باعث دین کو اپنی تن آسانیوں کا کھیل سمجھ رکھا ہے جس دور کے مسلمانوں کا یہ حال ہو اس دور کے مسلمانوں کے بچوں میں بچپن سے ایمان واسلام کی روح کہاں پیدا ہوگی؟ اور وہ لوگ اپنی اولاد کی ذمہ داری کو کیا پورا کریں گے۔ جو خود دین سے بیگانہ ہو جاتے ہیں۔

بقیہ: خصائل نبوی ص ۴

خبیث اس لیے فرمایا کہ یہ ایک مسلمان کی ضرورت ہے جس کی اعانت دوسرے مسلمانوں پر واجب ہے اس لیے بلا اُجرت سینگی لگانا چاہیے تھا۔ غرض علماء اس بارے میں مختلف ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل سے جواز پر استدلال کرتے ہیں کہ اگر یہ ناجائز ہوتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیوں مرحمت فرماتے۔

حدثنا ھرون بن اسحٰق حدثنا عبدۃ عن ابن ابی لیلٰی عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا حجاما فحجمہ وسالہ کم خراجک فقال ثلثۃ اصع فوضع عنہ صاعا واعطاہ اجرہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سینگی لگانے والے کو بلایا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینگی لگائی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے اُن کا روزانہ کا محصول دریافت فرمایا تو انھوں نے تین صاع بتلایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کم کرا دیا اور سینگی لگانے کی اُجرت مرحمت فرمائی۔

فائدہ بظاہر یہ وہی ابوطیبہ ہیں جن کا قصہ باب کی پہلی حدیث میں گزر چکا ہے۔ کہ ابتداء میں ان کا روزانہ محصول تین صاع یومیہ تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش پر ایک صاع کم کر دیا گیا اور دو صاع رہ گیا۔

آپ کے مسائل

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

منکرین ختم نبوت کے لئے اصل شرعی فیصلہ

حافظ محمد الیاس بندھانی۔

سوال:۔ خلیفہ اول بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو حضرت صدیق اکبرؓ نے منکرین ختم نبوت کے خلاف اعلان جنگ کیا اور تمام منکرین ختم نبوت کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ منکرین ختم نبوت واجب القتل ہیں۔ لیکن ہم نے پاکستان میں قادیانیوں کو صرف "غیر مسلم اقلیت" قرار دینے پر ہی اکتفا کیا۔ اس کے علاوہ اخبارات میں آئے۔ دن اس قسم کے بیانات بھی شائع ہوتے رہتے ہیں کہ "اسلام نے اقلیتوں کو جو حقوق دیئے ہیں وہ حقوق، انہیں پورے پورے دیئے جائیں گے" ہم نے قادیانیوں کو نہ صرف حقوق اور تحفظ فراہم کئے ہوئے ہیں بلکہ کئی اہم سرکاری عہدوں پر بھی قادیانی فائز ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ منکرین ختم نبوت اسلام کی رو سے واجب القتل ہیں یا اسلام کی طرف سے اقلیتوں کو دیئے گئے حقوق اور تحفظ کے حقدار ہیں؟

جواب:۔ منکرین ختم نبوت کے لئے اسلام کا اصل قانون تو وہی ہے جس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا۔ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی جان و مال کی حفاظت کرنا ان کے ساتھ رعایتی سلوک ہے۔ لیکن اگر قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوں۔ بلکہ مسلمان کہلانے پر مصر ہوں تو مسلمان حکومت سے یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ ان کے ساتھ مسیلمہ کذاب کی جماعت کا سا سلوک کیا جائے۔ کسی اسلامی مملکت میں مرتدین اور زنادقہ کو سرکاری عہدوں پر فائز کرنے کی کوئی گنجائش نہیں یہ مسئلہ نہ صرف پاکستان بلکہ دیگر اسلامی ممالک کے ارباب وحل و عقد کی توجہ کا متقاضی ہے۔

سوال:۔ مولانا صاحب، عرض ہے کہ ہمارے گھر میں دوسروں کے مقابلے میں چیونٹیاں زیادہ ہیں، بلکہ کچھ زیادہ ہی ہیں حالانکہ صبح و شام ہمارے گھر کی صفائی ہوتی ہے اور یہ کہ جب بھی ہم کوئی گیلا کپڑا رکھتے ہیں تو فوراً وہ چیونٹیوں سے بھر جاتا ہے جس پر ہمیں سخت حیرت لگتی ہے آخر ایسا کیوں ہے؟ سنتے ہیں کہ زیادہ چیونٹیوں کی علامت اچھی نہیں۔ ہماری خالہ کہتی ہیں کہ گھر کا نمک کسی کو ادھار نہیں دینا چاہیے کیونکہ اس سے گھر کی برکت چلی جاتی ہے یہ واقعی صحیح بات ہے؟

جواب:۔ غلط ہے۔

سوال:۔ ہماری ایک عزیزہ ہیں۔ ان کے شوہر فوت ہوگئے ہیں اور ان پر بارہ ہزار کا قرضہ ہے۔ جبکہ ان کے پاس تھوڑا بہت سونا ہے۔ آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا ان کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے اگر دی جائے تو کتنی؟

جواب:۔ شوہر کا چھوڑا ہوا ترکہ صرف اسکی اہلیہ کا نہیں بلکہ سب سے پہلے اس کے شوہر کا قرضہ ادا کیا جائے پھر اسے شرعی حصوں پر تقسیم کیا جائے اور پھر ان وارثوں میں سے جو بالغ ہوں ان کا حصہ نصاب کو پہنچتا ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی۔۔۔۔

کم عمری کا نکاح

مشتاق مرزا۔ منگلا کینٹ

سوال:۔ لڑکے اور لڑکی کی شادی ان کے والدین کی باہمی رضامندی سے اس وقت کر دی گئی جب وہ دونوں نابالغ تھے یعنی لڑکے کی عمر ۱۰ سال اور لڑکی ۷ سال تھی اب جبکہ دونوں جوان ہو چکے ہیں اگر بالفرض اب لڑکی یہ کہے کہ میں اس لڑکے کے ساتھ نہیں جانا چاہتی ہوں تو کیا اس صورت میں نکاح باطل ہو جائے گا یا لڑکا جب تک اسے طلاق نہ دے نکاح قائم رہے گا؟

جواب:۔ باپ اور دادا کا کیا ہوا نکاح قائم رہے گا لڑکی اس کو فسخ نہیں کر سکتی اگر لڑکی راضی نہ ہو تو طلاق لینا ضروری ہے باپ دادا کے علاوہ کسی اور کا کیا ہوا نکاح اگر لڑکی بالغ ہوتے ہی مسترد کر دے تو ختم ہو جاتا ہے اور اگر بالغ ہونے کے بعد خاموش رہی تو نکاح لازم ہو جائے گا اب بعد میں اگر انکار کرنا چاہے تو نہیں کر سکتی۔

خاکسار محمد اسماعیل

سوال:۔ گزشتہ دنوں ایک ایسی تقریب رخصتی میں شریک ہونے کا موقع ملا جس میں دولہا اور دلہن کا نکاح تقریباً ۱۰ سال قبل یعنی ان کے بچپن کے زمانے میں ہو چکا تھا لیکن اس کے باوجود دوبارہ نکاح نامہ پر کیا گیا لڑکے اور لڑکی دونوں کے دستخط کرائے گئے دونوں جانب سے دو دو گواہوں کے دستخط ہوئے صرف زبانی ایجاب و قبول نہیں کرایا گیا۔ اور نکاح نامے میں لڑکے

باقی ص ۲۶ پر

آخری قسط

آئیے

آپ کے اپنے اٹھائے ہوئے سوالات کے معقول جواب

مقالہ خصوصی

قادیانیوں کو دعوت اسلام

تحریر : نظر زیدی

تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ اگر کبھی کسی نے ایسا دعویٰ کیا بھی تو ملت نے اسے کاذب قرار دے کر سخت سزا دی۔ ہاں یہ برکت ہر زمانے میں رہی کہ صلحائے امت نے بغیر کسی اجر کا تقاضا کیے اصلاح احوال کے لیے بہت کامیاب کوششیں کیں اور سچ تو یہ ہے کہ ان بے غرض فرزندان اسلام کی مساعی کے باعث ہی اسلام کی تعلیمات اپنی اصل صورت میں باقی رہیں، مسلمان بطور ایک ذی حیثیت قوم باقی رہے، بلکہ دنیا کے کسی نہ کسی خطے میں ان کی حکومت بھی قائم رہی۔ حضرت امام مالکؒ سے لے کر حضرت علامہ اقبالؒ تک ان گنت محدثین، فقہا، علماء، شعراء اور ادباء نے اصلاحِ احوال کا فرض انجام دیا اور اپنی بزرگی اور بڑائی کا ڈھنڈورا پیٹے بغیر اپنا اپنا فرض انجام دیتے رہے۔ اس سلسلے میں اتنے نام تاریخ کے حافظے میں محفوظ ہیں کہ اگر وہ تفصیل سے لکھے جائیں تو ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام طبری، ابن قیم، بلاذری، عسقلانی، ابن خلدون، ابن تیمیہ، ابن ہشام، ابن جبیر، حضرت احمد سرہندیؒ مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہ سب صاحب تصنیف اور ملت کا سچا درد رکھنے والے بزرگ ہیں اور سبھی بہت عاجزی کے ساتھ خادم اسلام ہونے کا اعتراف کرتے ہیں۔ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ ان عظیم، بلکہ عظیم تر انسانوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنی زبان سے اپنے مجدد، مصلح یا امام وقت ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ عاجزی ان کا شعار رہا اور کامل بے غرضی سے ملت کی خیر خواہی ان کا سرمایۂ حیات۔ اگر ان میں سے کسی کو کوئی لقب ملا تو ان کی طلب کے بغیر ملت کی طرف سے ملا۔

اس کے خلاف ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب کے ہاں اپنی بڑائی اور بزرگی کے دعوؤں کا ایک شور ہے۔ وہ بات شروع بھی اپنی بزرگی کے اعلان سے کرتے ہیں اور ختم بھی اسی اعلان پر۔ حالانکہ بطور مصنف اور مصلح ان کا قد پہلے بزرگوں سے بہت چھوٹا ہے۔

پھر مرزا صاحب کے سلسلے میں یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ اصلاح امت کا جو دعویٰ لے کر انہوں نے اپنے نبی، مصلح موعود، مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کا اعلان کیا وہ ادنیٰ درجے میں بھی پورا نہ کر سکے بلکہ ان کی وجہ سے بگاڑ میں کچھ اور اضافہ ہو گیا۔ وہ اس طرح کہ انہوں نے فرقوں میں بٹی ہوئی اس امت میں ایک اور ایسے فرقے کا اضافہ کر دیا جس نے کسی ایک فرقے کو نہیں بلکہ پوری امت کو کافر قرار دے دیا۔ اس کے نزدیک مسلمان رہنے کی شرط یہ قرار پائی کہ مرزا صاحب قادیانی کو مجدد، مصلح موعود، نبی، مسیح موعود اور مہدی موعود تسلیم کیا جائے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ مسلمان ہونے کی یہ شرط اس وقت لگائی گئی جب ان کے ماننے والوں کی تعداد دو چار درجن سے زیادہ نہ تھی اور نہ انہیں ایسے وسائل حاصل تھے کہ پوری دنیا کے مسلمانوں تک اپنا پیغام پہنچا سکتے۔

اس کے علاوہ امت مسلمہ کی اصلاح کے بجائے وہ ان معنوں میں بھی اس کی مشکلات و مصائب میں اضافے کا سبب بنے کہ اس کافر حکومت کی وفاداری کو ضروری قرار دیتے رہے جس نے شاید پوری تاریخ میں سب سے زیادہ مسلمانوں کو ذلیل کیا۔ انگریز کے اقتدار کی تاریخ زیر نظر لائی جائے، تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اس نے اپنا تخت مسلمانوں کی لاشوں ہی پر بچھایا تھا۔ ہندوستان اور ہندوستان سے باہر بھی اس نے زیادہ تر مسلمانوں ہی سے اقتدار چھینا اور پھر جہاں تک اس کا بس چلا اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی میں مصروف رہے۔

منطقی طور پر ضروری بات یہ تھی کہ اگر مرزا صاحب صحیح معنوں میں ایک مسلمان عالم دین بھی ہوتے، تو اسلام اور مسلمانوں کے اس سب سے بڑے دشمن کے خلاف جہاد کرتے، لیکن ہم دیکھتے ہیں وہ تو اس کے غلام بے دام بنے رہے اور خود ان کا نہ سہی لیکن ان کی جماعت کے ان لوگوں کا جو سرکاری ملازمت

تھے انھیں ستانے اور پریشان کرنے میں انہوں نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ انگریز کی وفاداری میں وہ اس حد تک بے بصارت اور بے بصیرت رہے کہ انھیں ایسا کوئی ایک گھاؤ بھی نظر نہ آیا جو انگریز ملتِ اسلامیہ کے جسمِ ناتواں پر مسلسل لگا رہا تھا۔ لوگ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ قیامِ پاکستان کے وقت مسلمانوں کو جو کھلا نقصان اٹھانا پڑا اس کی ذمہ داری اسی جماعت کے ایک فرزند سر ظفر اللہ خان کی نا اہلی یا انگریز سے موروثی وفاداری تھی۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مرزا غلام احمد صاحب نے عیسائی پادریوں اور آریہ سماجی ہندوؤں سے بہت مباحثے کیے اور بہت سی کتابیں بھی لکھیں، لیکن ان کی اس ساری کاوش کے حاصل پر غور کیا جائے، تو یہی نتیجہ سامنے آئے گا کہ ان کی تحریروں اور تقریروں سے نہ کوئی عیسائی متاثر ہوا نہ ہندو، ثبوت یہ ہے کہ اس نبی، مجدد، مسیح موعود اور مہدی موعود کے آنے کے بعد بھی یہ دونوں مذاہب اور یہ دونوں قومیں پہلے کی طرح طاقتور ہیں بلکہ ان کی طاقت میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ اگر انگریز اپنے مقبوضہ علاقوں سے پسپا ہوا، تو اس کا باعث مرزا صاحب کی تحریریں یا تقریریں ہرگز نہ تھیں، بلکہ ان مجاہدینِ آزادی کی سرفروشی تھی جنھیں مرزا صاحب کا سرپرست انگریز غدار قرار دیتا تھا اور جنھیں ان کے امتی جی بھر کر ستاتے اور پریشان کرتے تھے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ مرزا صاحب کی تشریف آوری امت مسلمہ کے لیے پریشانی اور انتشار کا باعث تو ضرور بنی، برکت ایک بھی حاصل نہ ہوئی۔ نہ فرقوں کی تعداد کم ہوئی نہ اخلاق و عادات میں بہتری کے آثار پیدا ہوئے۔ اگر کچھ بہتری کی صورت پیدا ہوئی اسلام کے ان فرزندوں کی کوششوں اور قربانیوں سے جو اسلام کے کھلے دشمنوں سے جنگ آزما رہنے کے ساتھ قادیانیوں کی رد میں بھی مصروف رہے۔

اب اس جماعت کو اس بات پر بڑا فخر ہے کہ اس کے افراد بیرونی ملکوں میں تبلیغِ اسلام کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے یورپ، ایشیا اور افریقہ کے غیر مسلم ملکوں میں بہت سے مشن قائم کیے ہیں اور بہت سی "مسجدیں" تعمیر کی ہیں۔ یقیناً یہ ایک اچھا کام ہے لیکن سوال کیا جاسکتا ہے کہ کیا یہ کام تنہا وہی کر رہے ہیں؟ ہرگز نہیں مسلمانوں کی اور بہت سی جماعتیں اور افراد تک یہ کام بہت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں اور کامیابی حاصل کرنے کے اعتبار سے قادیانی ان سے آگے ہرگز نہیں اور بالفرض محال قادیانیوں کی اس "خدمتِ اسلام" کو بہت وقیع بھی مان لیا جائے تو اس کی قدر و قیمت یوں کم ہو جاتی ہے کہ خاص اپنے وطن میں تو انہوں نے تکفیر کی گنیں نصب کر کے ان کروڑوں مسلمانوں کو اسلام سے غیر متعلق قرار دے رکھا ہے جو عقائد و اعمال کے لحاظ سے ان کے مقابلے میں بہر حال اچھے مسلمان ہیں۔ بالکل آگے دوڑ پیچھے چوڑ والی مثال ہے۔ نہ کسی غیر قادیانی سے رشتہ مناکحت جائز ہے اور ان کی نماز جنازہ میں شرکت اور یہ اجتناب صرف اسی لیے ہے کہ وہ مرزا صاحب قادیانی کی خود ساختہ نبوت کو تسلیم نہیں کرتے۔

اگر مرزا صاحب واقعی مجدد بھی ہوتے تو سب سے پہلے اپنے ہم وطنوں کی اصلاح کرتے جو نہ صرف خود پکے سچے مسلمان ہیں، بلکہ اپنے دین اور اپنی ملت کے فروغ کا جذبہ دلوں میں رکھتے ہیں۔ ان میں اگر کوئی کمزوری ہے تو یہ کہ مرزا صاحب کی قسم کے کچھ مصلحین نے قرآنی آیات کی تفسیر و تاویل میں انھیں خاص خاص عقائد کا پابند بنا دیا ہے۔ آخر مرزا صاحب نے بھی تو یہی کیا ہے تاکہ ایک نئے فرقے کا اضافہ کر دیا؟

مرزا صاحب کے چوتھے خلیفہ جو ماشاء اللہ ان کے پوتے ہیں اپنی مذکورہ تقریر میں کسی کے آنے کا جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ قرآنی آیات کی الگ الگ تاویلیں کر کے مسلمان فرقوں میں بٹ گئے ہیں۔ ایک ہی بات کو ایک صحیح اور دوسرا غلط بتاتا ہے۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ اس دور کے مسلمانوں نے قرآن کو قرآن ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ یا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے قائل نہیں رہے، چنانچہ خود ان کی قائم کردہ دلیل کے بموجب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ "آنے والا" اپنی معجزانہ قوتوں سے کام لے کر ٹکڑوں اور گروہوں میں بٹے ہوئے مسلمانوں کو ایک صف میں کھڑے کر دیتا اور ملت میں جو کمزوری پیدا ہو گئی ہے اسے رفع کرتا، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ "اس آنے والے" کے آنے کے بعد بھی مسلمانوں کا وہی حال ہے ان کے باہمی اختلافات میں ایک رتی کے برابر بھی کمی نہیں ہوئی بلکہ "اس آنے والے" کی وجہ سے ایک بہت بڑا اختلاف اور پیدا ہو گیا ہے، ایسا کہ اس سے بڑا اختلاف شاید اس سے پہلے کبھی پیدا نہ ہوا تھا۔ اس "آنے والے" کا فرقہ اسی کروڑ مسلمانوں کو کافر سمجھتا ہے اور ان اسی نوے کروڑ مسلمانوں نے اتفاق رائے سے اسی فرقے کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے۔

یہ فرقہ بہت اصرار سے یہ بات کہتا ہے کہ وہ اپنے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کو جن معنوں میں نبی کہتا ہے اس کا صحیح مفہوم پانے میں مسلمانوں کو دھوکہ ہوا ہے لیکن اس کے عمل سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ "اس آنے والے" نے امت مسلمہ کی اصلاح نہیں کی بلکہ اپنی ایک نئی امت کھڑی کر دی ہے جو اس کے نام کی مناسبت سے "احمدی" کہلاتی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بگڑے ہوئے معاملات سنوارنے کے لیے ہی آیا تھا تو اس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے مقابلے میں اپنے نام کا جھنڈا کیوں بلند کیا؟ صاف ظاہر ہے کہ اس فعل کی تہہ میں ذاتی وجاہت حاصل کرنے اور اپنی آل اولاد

کے لیے ایک گدی قائم کر جانے کی خواہش کار فرما تھی۔

اگر اس سلسلے میں یہ کہا جائے کہ قادیانی نبی کی امت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مناسبت سے احمدی کہلاتی ہے تو یہ ایک کھلا جھوٹ ہوگا۔ یہ لوگ اگر احمدی بنے ہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی کی نسبت سے اور یہ یقیناً ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں اپنی ذات کو اس قدر اہمیت دینا کہ ملت کی نسبت اپنی طرف ہو جائے بہت بڑی جسارت ہے۔ گھناؤنی جسارت!

نیا نام اختیار کرنے کے علاوہ قادیانیوں نے سن ہجری کے مقابلے میں نیا نظام تقویم اختیار کرکے بھی یہ ظاہر کیا ہے کہ ان کی حیثیت عام مسلمانوں سے بالکل جدا ہے۔ اگرچہ یہ بات دینی اہمیت نہیں رکھتی لیکن اس سے یہ بات ضرور ظاہر ہوتی ہے کہ امت مسلمہ جس تقویم کو بالاتفاق اپنائے ہوئے ہے قادیانیوں کی نظر میں اس کی کوئی اہمیت نہیں، نیا سن جاری کرکے اور دنوں اور مہینوں کے نئے نام رکھ کر وہ اپنی جداگانہ حیثیت برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔

کہا جا سکتا ہے دیوبندیوں اور بریلویوں وغیرہ فرقوں نے بھی تو اپنے لیے نئے نام پسند کیے ہیں اور ان ہی سے اپنا اپنا تشخص برقرار رکھے ہوئے ہیں؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ دیوبندی یا بریلوی کہلانے کے مقابلے میں احمدی کہلانا ایک بالکل الگ بات ہے۔ مسلمانوں کے فرقوں نے اپنے لیے جو نام پسند کیے ہیں یا جن ناموں سے انہیں پکارا جاتا ہے ان سے ان کے مسلک کا اظہار ہوتا ہے لیکن احمدی کہلانے کا واضح مطلب یہ ہے کہ اس فرقے نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے مرزا غلام احمد قادیانی سے نسبت پیدا کرلی ہے بالیقین یہ شرک فی النبوت ہے اسے معمولی بات ہرگز نہیں سمجھا جا سکتا ہمارا اعزاز و افتخار تو یہی ہے کہ ہم رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے منسوب ہوں۔ آپ ہی کے امتی کہلائیں اور آپ ہی کے دین پر عمل پیرا رہیں۔

قادیانی نبوت کے گدی نشینوں کے لئے تو شاید اپنے ان فوائد اور اپنی اس وجاہت سے دستکش ہونا ممکن نہ ہوگا۔ جو انہیں مفت میں حاصل ہوگئی ہے، لیکن ان قادیانی دوستوں کو اپنی موجودہ حالت پر غور کرنا چاہیئے جنہیں یہ عقیدہ وراثت میں ملا ہے کہ وہ کس جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔

خدا کی خاص مہربانی سے قرآن اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ تاباں و درخشاں سورج کی طرح سامنے ہے۔ شعائر اسلام تواتر کے ساتھ محفوظ چلے آرہے ہیں۔ اگر کوئی کمی ہے تو صرف یہ کہ افراد ملت نے اپنی بدبختی سے ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اگر ان کی جماعت کا پیشوا اپنی جدوجہد سعی کو مسلمانوں کو باعمل مسلمان بنانے تک محدود رکھتا تو یقیناً اللہ کی بارگاہ میں اس کا بڑا درجہ ہوتا، لیکن اس نے تو مسلمانوں کے بہتر فرقوں میں ایک ایسے فرقے کا اضافہ کر دیا ہے جس کی نسبت حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے باقی نہیں رہی، چاہیے کہ ذی شعور قادیانی دوست اس پورے معاملے پر غور کرکے اپنی حقیقی رہنما اور حقیقی پیشوا رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ استوار کریں۔ اور یہ بات پوری طرح سمجھ لیں کہ آپؐ کی ذاتِ گرامی پر واقعی سلسلہ نبوت ختم ہوگیا۔ آپؐ کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ کتاب، نہ دین اور نہ اس کے ماننے والوں کا کوئی نیا نام اللہ نے جو دین پسند فرمایا وہ اسلام ہے اور اس دین کے ماننے والوں کے لیے جو نام پسند کیا وہ مسلم ہے۔ قرآن مجید کا یہی فیصلہ ہے ارشاد ہوا:

"آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔"

(سورہ المائدہ آیت نمبر ۳)

"قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر۔ اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام مسلم رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمہارا نام یہی ہے) تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ۔"

(سورۂ الحج۔ آیت نمبر ۷۸)

"اور جب ان کو سنایا جاتا ہے، تو وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، یہ واقعی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے، ہم تو پہلے ہی مسلم ہیں۔"

(سورہ القصص۔ آیت نمبر ۵۳)

"اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ (خواہ کوئی مانے یا نہ مانے) میں خود مسلم بن کر رہوں۔"

(سورۂ یونس۔ آیت نمبر ۷۲)

"(اے نبیؐ) ان سے کہو، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کرکے اس کی بندگی کروں، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں خود مسلم بنوں۔"

(سورہ الزمر۔ آیت نمبر ۱۲)

اس قرآنی فیصلے کے بعد اپنے لیے کوئی اور نام پسند کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ "احمدی" کہلانے والے دوستوں کو اولین فرصت میں اپنے اس عقیدے سے توبہ کرنی چاہیئے اور نبیٔ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل ہو جانا چاہیئے جس پر قرآن نازل ہوا اور جس کے بعد کسی بھی حیثیت کا کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔

قادیانی جماعت کا مالی نظام بے شک بہت اچھا ہے اور اس کے افراد کے لیے شاید یہی سب سے بڑی کشش بھی ہے، لیکن یقین کرنا چاہیئے کہ خدائے بزرگ و برتر اپنے بندوں کو زیادہ سے زیادہ رزق اور بہتر سے بہتر وسائل فراہم کرنے پر قادر ہے۔

توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا شرمناک مظاہرہ

لندن سے شائع ہونے والے ایک مراسلہ کا جواب

محمد اقبال رنگونی، مانچسٹر

روزنامہ جنگ لندن کے ۲-۳ نومبر کے شمارے میں قادیانی گروہ کے ایک جماعتی کارکن مسٹر محمود افضل بٹ صاحب کا ایک مراسلہ زیر عنوان "ربوہ میں ہنگامہ آرائی" منظر نواز ہوا۔ موصوف اس سے قبل بھی اخبارات میں اس قسم کے نئے نئے شگوفے چھوڑتے رہتے ہیں اور یوں کہنا چاہیے کہ قادیانی گروہ کی سرپرستی میں ان کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔ اس مراسلہ میں یہ تاثر دینے کی بھرپور کوشش کی گئی کہ مسلمانوں کی جماعت ایک تشدد پسند جماعت اور غنڈہ گردی پر اتر آنے والی جماعت ہے اور مسلمان غنڈہ گردی کرتے اور کراتے ہیں جبکہ قادیانی گروہ ایک پر امن گروہ ہے اور تشدد کی سختی سے مذمت کرتا اور بیعت میں بھی تشدد نہ کرنے کا عہد لیا جاتا ہے۔ اسی طرح ربوہ ایک پر امن بستی ہے۔ اس سلسلے میں موصوف نے ربوہ میں ہونے والے حالیہ واقعات بطور مثال پیش کئے ہیں۔ اس مراسلہ کی حقیقت کا اندازہ اس امر سے لگا لیجئے کہ موصوف نے اس میں نہایت جھوٹ اور فریب سے کام لے کر مسلمان عوام اور علماء کے درمیان نفرت کی فضا پیدا کرنے کی سعی لاحاصل فرمائی

غنڈہ گردی اور تشدد۔ اغوا۔ قتل۔ نمازیوں پر بم سے حملہ کسی کا بھی ہو اور کسی بھی جماعت کی طرف سے ہو بالکل غلط اور لائق صد مذمت ہے۔ اور ہم خود اس کے سخت مخالف ہیں۔ لیکن دیکھنا صرف یہ ہے کہ غنڈہ گردی کرنا کون ہے؟ کیا مسلمانوں کی جماعت غنڈہ گردی کرتی کراتی ہے؟ یا قادیانی گروہ؟ افراد کا قتل مسلمان کرتے کراتے ہیں۔ یا قادیانی گروہ! مسجد میں نمازیوں پر بحالت نماز بموں سے حملہ مسلمان کرتے ہیں؟ یا قادیانی گروہ؟ غنڈہ گردی کی جو بدترین صورت ہے وہ مسلمانوں نے کی ہے یا قادیانیوں نے؟

ارباب علم و بصیرت تھوڑے سے غور و فکر سے اس نتیجہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ غنڈہ گردی صرف اسی کا نام نہیں مار دھاڑ ہو۔ قتل کیا جائے۔ بلکہ ہمارے نزدیک غنڈہ گردی کی جو بدترین صورت ہے وہ یہ کہ کسی کی خصوصیات کسی ایسے شخص پر چسپاں کر دی جائیں جو نہ علم رکھتا ہو نہ عقل۔ نہ ہوش قائم ہو نہ حواس۔ مثال کے طور پر مرزا غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ جس کے عادات و اطوار۔ اخلاق و کردار معاشرت و مخاطبت۔ انداز گفتگو وغیرہ محتاج بیان نہیں۔ ان کے بارے میں اگر کوئی شخص یہ کہے کہ وہ مہدی، مجدد۔ مسیح۔ نبی بلکہ خود محمد رسول اللہ ہے۔ نہیں۔ بلکہ اکمل ہے۔ تو دنیا کا ہر عقل مند انسان اس شخص کو غنڈہ قرار دے گا جو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اسے دے رہا ہے جو محمدی بیگم کے عشق کا مارا اور مائی تابی زینب بیگم وغیرہ کا پیارا ہے۔ اور ہم بھی اسے غنڈہ گردی سے تعبیر کرتے ہیں۔ سر دست ایک حوالہ ملاحظہ کیجئے اگر مزید ضیافت طبع مطلوب ہو تو وہ بھی انشاء اللہ آپ کی کتب مسلمہ سے ... بتلائے جائیں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک مرید خاص قاضی اکمل مرزائی نے مرزا صاحب کے سامنے ایک قصیدہ پڑھا جس کے چند اشعار یہ بھی ہیں۔

غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جاں نے
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں!
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں (اخبار بدر ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

اس قصیدے کو سن کر مرزا غلام کو چاہیے تھا کہ اس گستاخ کی زبان کو لگام دیتے اور اپنے مریدوں کی فہرست سے اسے نکال باہر کرتے۔ کیا ہوا کیا؟ کیا مرزا صاحب نے اس شعر کو بے ہودہ سمجھا؟ اس پر نکیر کی؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس قصیدے کو سن کر اتنے خوش ہوئے جیسے انہیں منہ مانگی مراد مل گئی ہو۔ مرزا صاحب نے فوراً جزاکم اللہ کہا اور یہ خوشخط لکھا ہوا قصیدہ اپنے ہمراہ اندر لے گئے۔ (دیکھئے الفضل ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء)

بتلائیے یہ غنڈہ گردی کی انتہا ہے یا نہیں؟ کیا بٹ صاحب۔ اسے شرافت کا اعلیٰ نمونہ کہیں گے؟ اگر بٹ صاحب اپنے اس بیان میں سچے ہیں کہ "یہاں غنڈہ گردی کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی بلکہ حوصلہ شکنی کی جاتی ہے" تو پھر انہیں چاہیے کہ سب سے پہلے مرزا غلام احمد کی خبر لیں اور پھر اس کے بعد ان لوگوں کی حوصلہ شکنی کریں جو اس طرح کی باتوں اور خرافات پر آمنا و صدقنا کا نعرہ لگاتے ہیں۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی۔

مسٹر بٹ صاحب نے اپنے مراسلہ میں چونکہ ربوہ کے حالیہ واقعات کا ذمہ دار بھی مسلمانوں کو ٹھہرایا ہے اس لئے اس کی بھی قدرے تفصیل ضروری ہے۔ موصوف نے اپنے مراسلہ میں ربوہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہونے والی عظیم الشان کانفرنس کے بارے میں یہ کہنے کی بیاطن کوشش کی ہے کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے غنڈہ گردی کی۔ معلوم نہیں موصوف نے کہاں سے اور کن سے یہ اڑتی اڑاتی خبر سن لی اور اسے نہایت وثوق کے ساتھ نقل کر کے دوسروں پر بعن طعن کر دی۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد بھی چونکہ نبوت کے دعوے لوگوں نے کئے اور کرائے گئے ہیں اس لئے مسٹر ٹیپو۔ ٹیپی کا آنا بھی لازمی ہے شاید وہ بھی اس

خبر کو لایا ہو۔ بہرحال جو ذریعہ ان کے پاس ہے اس سے تو ہم محروم ہیں اور اللہ کرے ہم محروم ہی رہیں۔ یہ ذریعہ انہی کو مبارک ہو۔ مگر موصوف روزنامہ وطن لندن کی یکم نومبر کی اشاعت میں مندرجہ ذیل خبر پڑھ لیتے تو حقیقت نہایت واضح ہو کر سامنے آجاتی۔ اخبار کے نمائندے نے لکھا کہ:

"اندرون و بیرون ملک سے ہزاروں فرزندان توحید و رسالت نے شرکت کی۔ کانفرنس سے کچھ فاصلے پر مسلم کالونی سے ملحق قادیانی جماعت نے اپنی عبادت گاہ تعمیر کر کے اس پر کلمہ طیبہ اور دیگر قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ چند نوجوان اس طرف گئے تو اپنی عبادت گاہ میں جمع قادیانیوں نے ان پر پتھراؤ کیا قادیانیوں نے پہلے سے ہی اپنی عبادت گاہ کے اندر اور چھت پر پتھراؤ اور اسلحہ جمع کر رکھا تھا۔ مسلمان نوجوانوں نے جب قادیانیوں کے پتھراؤ کا جواب دیا تو قادیانیوں نے مسلمانوں پر فائرنگ کر دی جس سے چار مسلمان زخمی ہو گئے جب اس واقعہ کی اطلاع کانفرنس کے پنڈال میں پہنچی تو حاضرین مشتعل ہو کر جائے وقوعہ کی طرف جانے لگے اس پر سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں مولانا خان محمد اور مولانا فضل الرحمان نے حاضرین سے پرامن رہنے کی اور واپس آجانے کی اپیل کی چنانچہ اس اپیل پر مسلمان پنڈال میں واپس آگئے۔" یہ ہے صورت حال جسے مسٹر بٹ صاحب نے اس کی اصل شکل مسخ کرنے کی کوشش کر کے مسلمانوں کو مغالطہ دینے کی کوشش کی۔ مذکورہ خبر سے پتہ چلا کہ پتھراؤ مسلمانوں نے نہیں بلکہ قادیانیوں نے کیا تھا اور جب جوابی پتھراؤ کیا گیا تو پھر فائرنگ بھی قادیانیوں نے ہی کی۔ قادیانی عبادت کے اندر اور چھت پر پتھر و اسلحہ کس نے جمع کیا؟ فائرنگ کس نے کی؟ اگر مسلمانوں کی جماعت غنڈہ گردی کرتی تو جب پنڈال سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ جا رہے تھے اس وقت انہیں کیوں روکا گیا؟ ان سے کیوں اپیل کی گئی؟ بٹ صاحب کو سوچنا چاہیئے۔ اس سے تو صاف ثابت ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کی جماعت نہایت پرامن جماعت ہے۔ اس کے بالمقابل قادیانی گروہ غنڈہ گردی کرتا رہا۔ پھر بھی مجرم مسلمان ہی ٹھہرے۔ ایں چہ بوالعجبی است۔

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مولانا محمد اسلم قریشی صاحب کا اغواء و قتل۔ پھر دیگر اکابرین و مبلغین مجلس تحفظ ختم نبوت کو دھمکی آمیز خطوط۔ تشدد۔ اور اغواء کی وارداتیں کرنا کرانا غنڈہ گردی میں داخل ہے یا نہیں؟ مسٹر بٹ صاحب کی اس بات سے ہمیں کامل اتفاق ہے کہ غنڈہ گردی کی مذمت کرنی چاہیئے اور جو واقعات اس طرح کے ہوں انہیں ضرور ذکر کیا جانا چاہیئے۔ مگر یہ بھی دیکھنا ہے کہ کس کے ماتھے پر قتل۔ اغواء جیسی خطرناک حرکات کا دھبہ لگا ہوا ہے اسے آنکھوں کا نور دل کا سرور بنا کر پوری جماعت کی سربراہی عطا کرنا کہاں کا انصاف اور کہاں کی شرافت ہے۔ موصوف کو چاہیئے کہ اگر ایک ہی حرکت دو فریق کریں تو دونوں کی مذمت کی جائے۔ خواہ اس کی زد میں اپنے امام و لیڈر ہی کیوں نہ آتے ہوں۔ امید ہے کہ بٹ صاحب مرزا طاہر احمد کا بھی آئندہ خیال رکھیں گے۔

علاوہ ازیں موصوف کے مراسلے میں ایک بات جو ہمیں شدت سے کھٹکی ہے وہ یہ کہ ایک طرف تو موصوف غنڈہ گردی اور تشدد کے خلاف میدان جہاد میں قدم رنجہ فرما رہے ہیں اور دوسری طرف اپنے مخالفین کو بایں الفاظ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"ہم اپنے مخالفین پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم وہ ہیں جن سے ایک مہینہ کی مسافت تک ہر چیز لرزتی ہے۔" مگر ہماری بھی عرض یہ ہے کہ:

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا!

قارئین کرام! اس جملے کو دوبارہ پڑھیں اور قادیانی گروہ کو پڑھائیں کیا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت کی نقل تو نہیں؟ کیا آپ نے کتب احادیث میں نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کریمہ اور خصوصیت میں یہ نہیں پڑھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان اقدس سے خود بیان فرمایا ہے کہ:

مجھے پانچ چیزیں ایسی رحمت فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں عطا ہوئیں۔ ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میں مدد کیا گیا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۳ ص ۱۱۶ اردو ترجمہ)

اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ خصوصیت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ نہ آپ سے پہلے کسی کو دی گئی نہ آپ کے بعد اس شان کا کوئی آدمی آیا۔ ہم سمجھتے تھے کہ قادیانی گروہ نے وہ تمام کمالات و مقامات، خصوصیات اور شان جو ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی وابستہ تھیں صرف مرزا غلام احمد پر چسپاں کی ہیں۔ مگر اس مراسلہ سے یہ وضاحت سامنے آگئی کہ قادیانی گروہ کے تمام لوگوں میں یہ خصوصیت موجود ہے (معاذ اللہ استغفر اللہ) اور مسلمانوں کی جماعت ان سے ایک ماہ کی مسافت پر ہی کیوں نہ ہو لرزتی اور کانپتی ہے۔ مگر اب تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ قادیانی گروہ کے رعب کی یہ مسافت بذریعہ ہوائی جہاز ہے یا بحری جہاز اونٹ کی ہے یا چیونٹی کی؟ بہرحال اتنا تو انہوں نے تحریر فرما دیا کہ ایک مہینہ کی مسافت تک ہر چیز لرزتی ہے۔ کیا گستاخی کا اور توہین رسول نہیں!۔

دوسری عرض یہ ہے کہ مندرجہ بالا خصوصیت رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں تو بالکل کامل و اکمل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رعب و دبدبہ کا یہی عالم تھا۔ اور اسی پر ہمارا ایمان و ایقان ہے۔ مگر مسٹر بٹ صاحب کے اس جملے پر یہ سوال پیدا ہوگا کہ پچھلے دنوں ویمبلے کانفرنس سینٹر میں جو بے مثال و بے نظیر عالمی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس سنٹر اور قادیانی مرکز کے درمیان صرف مسافت دو گھنٹے ہی کی تھی۔۔ مہینہ کی مسافت تک ہر چیز کو لرزانے والے مدعی خود ہی غور فرما دیں کہ اس کانفرنس میں قادیانیت کی جو دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیری گئی تھیں اور عقیدہ ختم نبوت کے بیان کے ساتھ ساتھ مرزا غلام کی زندگی کا جو کچا چٹھا بیان کیا گیا تھا۔ آخر ان پر لرزہ کیوں طاری نہ ہو سکا نہ ہی کسی کو خوف محسوس ہوا۔ اور پھر خیر سے مرزا طاہر احمد صاحب بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔ مگر انکے باوجود بھیگی بلی بن کر اپنے مرکز میں چھپے بیٹھے رہے بار بار کی دعوت کے باوجود سامنے آنے کی جرات نہ ہو سکی کیا اسی کا نام رعب اور ایک مہینہ کی مسافت تک خوف کا دعویٰ ہے۔؟ آپ خود ہی سوچ لیں کہ آپ اپنے دعویٰ میں صادق ہیں یا کاذب!

مسٹر بٹ صاحب اس جملے سے شاید اپنے ہمنواؤں

باقی صفحہ ۲۶ پر

غازی علم دین شہید

فانی حیات کے بدلے ابدی حیات

منیر احمد سلیمان

۱۹۲۷ء میں شدھی تحریک کے بانی "شری سوامی شردھانند" کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے ایک چیلے ہندو پروفیسر پنڈت چمپوپتی لال ایم۔ اے نے ہمارے رسول خدا کے بارے میں کتاب لکھی۔ جس کا نام "رنگیلا رسول" رکھا۔ اس میں ایسی ایسی دل آزار باتیں لکھیں جس سے مسلمانوں کا خون کھول اٹھا۔ ایسی ذلیل کتاب راجپال نے طبع کروائی اس وقت اس کی دکان انارکلی بازار کے آخر میں ہسپتال روڈ کے قریب واقع تھی۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ اس کتاب کو حقیقتاً "پرتاپ" نامی روزنامے کے مالک و مدیر مہاشہ کرشن نے لکھا تھا۔ شروع شروع میں تو لوگوں کو اس کتاب کے مندرجات کا علم نہ ہو سکا۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جوں جوں مسلمانوں کو اس کا علم ہوا ان کے غم و غصہ میں شدت آ گئی۔ اور وہ احتجاج کرنے لگے فرقہ وارانہ منافرت

> راجپال کو فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے جرم میں سزا ہو گئی، لیکن اس نے ہائیکورٹ کے چیف جسٹس سے مل کر یہ سزا معاف کرا لی،

پھیلانے کے الزام میں راج پال پر مقدمہ چلایا گیا۔ اور اس کو چھ ماہ قید کی سزا ہو گئی۔ لیکن راج پال نے ہائی کورٹ کے چیف جسٹس شری شادی لال سے مل ملا کر اپنی سزا معاف کروا لی۔

اس کی سزا کو جج کنور دلیپ سنگھ نے معاف کیا تھا مسلمان طیش میں آ گئے اور اس فیصلے کی کھلم کھلا پرزور مخالفت کرنے لگے۔ اور اپنے زمانے کے اخبار "مسلم آؤٹ لک" میں دلیپ سنگھ کو اس کے عہدے سے ہٹانے کا مطالبہ کیا اس کے نتیجے میں اس اخبار کے مالک جناب نورالحق صاحب اور چیف ایڈیٹر سید دلاور شاہ پر مقدمہ چلایا گیا۔

انہیں دو دو ماہ قید اور ایک ایک ہزار روپے جرمانے کی سزا ہوئی۔ اب مسلمانوں کو اور غصہ آ گیا۔ اور وہ مختلف مقامات پر ہر روز جلسے کرنے اور جلوس نکالنے لگے۔ اسی سلسلے کا ایک جلسہ ۱۶ اپریل ۲۹، اپریل ۱۹۲۹ء کو دہلی دروازے کے باہر والے باغ میں منعقد ہوا۔ جس میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم عبدالقادر مرحوم، غازی عبدالرحمن نے شرکت کی۔ اس جلسے ایک واقعہ ناقابل ذکر ہے کہ تقریر کرتے کرتے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کعبے کی طرف دیکھنے لگے۔ اور مولوی کفایت اللہ سے کہنے لگے۔

مفتی صاحب! وہ دیکھئے۔

تمام لوگ جو جلسے میں موجود تھے ایک دم ادھر کو دیکھنے لگے۔ اور پھر ایک دم شاہ بخاری کہنے لگے۔

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ آپ کے دروازے پر کھڑی کنڈی کھٹکھٹا رہی ہیں اور آپ سے پوچھ رہی ہیں کہ میرے ناموس کی حفاظت کون کرے گا؟ اتنا سننا تھا کہ جلسہ گاہ میں موجود مسلمانوں کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور وہ تمام لوگ ایک جلوس کی صورت میں سڑکوں پر نکل گئے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دوسرے کئی لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ کیونکہ جلوس نکالنے پر پابندی لگی ہوئی تھی۔ اور پھر اسی آگ میں جلتا ہوا خان عبدالعزیز خان غزنوی راج پال کو موت سے ہمکنار کرنے کے لئے کوہاٹ سے آیا۔ چونکہ راج پال کی شکل و صورت معلوم نہیں تھی اس لئے اس نے

اس کے شبہے میں کسی دوسرے آدمی کو قتل کر دیا جو اس وقت اس کی جگہ اس کی دکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس قتل کے الزام میں عبدالعزیز خان غزنوی کو ۱۴ سال قید کی سزا سنا دی گئی۔ پھر کلی گیٹ لاہور کے ایک شیر فروش خدا بخش نے راج پال کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کو بھی کامیابی نہ ہوئی۔ اسے سات سال قید ہوئی۔ جب یہ دونوں حملے ناکام رہے تو لاہور ہی کے رہنے والے ایک جوان سال خوب صورت نوجوان نے اس مردود کو ختم کرنے کا پروگرام بنایا اس نوجوان کا نام علم دین تھا۔

۶ اپریل ۱۹۲۹ء کو ہفتے کا دن تھا، علم دین اپنے دوستوں کے پاس بیٹھے تھے کہ یکایک ان کے کانوں سے یہ آواز ٹکرائی۔

ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے ناموس کی حفاظت کون کرے گا۔

غازی علم دین اٹھے اور سیدھے اپنے ایک دوست حاجی صدیق احمد کی دوکان پر گئے۔ وہ قسائی تھے۔ غازی علم دین نے ان سے ایک چھری لی، لیکن دوستوں کو اس بات کا پتہ چل گیا اور انہوں نے کسی طرح ان سے وہ چھری لے کر غائب کر دی۔ آپ اسی وقت گھر آ گئے اور بازار سے ایک اور چھری لی اور اس طرف چل پڑے۔ جدھر راجپال کی دکان تھی۔ قسمت کی بات کہ شہادت علم دین کی قسمت میں تھی۔ اس وقت راج پال کے پاس کوئی بھی نہیں تھا علم دین نے آگے بڑھ کر ایسا وار کیا کہ اس کے منہ سے

> قسمت کی بات چالیس کروڑ مسلمانانِ عالم میں سے مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی میرے جنازے پر آنسو نہ بہائے جائیں

آواز بھی نہ نکل سکی۔ اور وہ جہنم واصل ہو گیا۔ اُسے مرتے کے منہ میں ڈال کر آپ اُتم چند کے ٹال پر آ کر اپنے ہاتھ منہ دھونے لگے۔ اتنے میں ہر طرف، راجپال کے مارے جانے کا شور بلند ہو گیا۔ لیکن آپ نے بھاگنے کے بجائے خاموشی سے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ غازی علم دین کے منہ سے بار بار یہ الفاظ نکل رہے تھے خدا کا شکر ہے میری محنت ٹھکانے لگی پھر آپ پر مقدمہ چلایا۔ مقدمہ مسٹر لوئیس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش ہوا جہاں سے آپ کے مقدمے کو سیشن جج کے سپرد کر دیا گیا۔ سیشن جج انگریز تھا ۲۲ مئی ۱۹۲۹ کو موت کی سزا سنادی گئی۔ ہائی کورٹ میں اپیل کی گئی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا کیونکہ ہر جگہ ان دنوں انگریز تھے اس لئے قدم قدم پر مشکل پیش آ رہی تھی۔ مسلمان اور ہندو دونوں طرف سے مقدمے کو جیتنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا رہے تھے کیونکہ اب یہ ان کی عزت کا سوال بن چکا تھا۔ لندن کی پریوی کونسل میں بھی اپیل دائر کرنے کا انتظام کر لیا گیا۔ قائد اعظم نے وکالت کی لیکن ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۹ کو یہ اپیل بھی خارج ہو گئی۔

اب مسلمانوں میں شدید غم و غصے کی لہر پائی جاتی تھی۔ اس لئے انگریزوں نے فیصلہ کیا کہ علم دین کو لاہور سے

دوستوں کو ان کے ارادے کا پتہ چلا تو انہوں نے کسی طرح ان سے وہ چھری لے کر غائب کر دی

میانوالی جیل پہنچا دیا جائے۔ غازی علم دین کو علم ہو چکا تھا کہ انہیں کیا سزا ملنے والی ہے وہ غمگین ہونے کے بجائے مطمئن تھے اور خوش تھے کہ وہ شہادت کے رتبے سے سرفراز ہونے والے ہیں۔ کئی قیدیوں کا بیان ہے کہ غازی

جتنے دن بھی جیل میں رہے ہم روزانہ ان کے کمرے میں رات کے وقت روشنی دیکھتے رہے۔ جب پہلے دن روشنی ہوئی تو سنتری نے اسے آگ سمجھا اسے یہ خیال ہوا کہ کہیں غازی علم دین خود کشی نہ کرے وہ تالا کھول کر بیرک میں گیا تلاش کے باوجود اسے کوئی آتشیں چیز یا ماچس وغیرہ نہ مل سکی اس نے دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا اس نے پھر دیکھا تو روشنی بدستور تھی آخر سنتری نے غازی سے پوچھ لیا کہ یہ ماجرا کیا ہے تو غازی نے کہا جب سے میں راجپال کو فی النار کر کے یہاں آیا ہوں کوئی رات میری خالی نہیں جاتی جس رات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب نہ ہوئی ہو۔ یہ سلسلہ آخری دن تک جاری رہا۔ شہادت سے دو دن پہلے ان کے ایک دوست ان سے ملنے کے لئے گئے تو آپ نے اس سے کہا کہ اے دوست! میں تم کو یہاں بیٹھ کر جو بھی کہوں تم انہیں بزرگ لوگوں کے کانوں میں ڈال دینا اور پھر انہوں نے اپنے دوست سے کہا کہ:-

کوہاٹ سے آنیوالے نوجوان کو راجپال کی شکل و صورت معلوم نہیں تھی

"میں نے حضور کی محبت میں ڈوب کر یہ کام کیا ہے، راج پال کو میں نے ہی قتل کیا ہے ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ حیات دنیا مستعار ہے میرے نزدیک عاشق رسول ہونا بلند ترین مرتبہ ہے۔ قسمت کی بات کہ چالیس کروڑ مسلمانان عالم میں سے مجھے یہ سعادت نصیب ہوئی۔ مسلمانوں کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ میرے جنازے پر آنسو نہ بہائیں با جان اور والدہ محترمہ سے کہہ دینا کہ وہ کسی قسم کا فکر نہ کریں۔ اگر علم دین کسی اور طرح بیمار ہو کر مر جاتا تو پھر بھی انہیں ہر طرح صبر کرنا ہی تھا۔"

غازی علم دین شہید ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء جمعرات کی صبح تہجد کی نماز پڑھ کر ورد میں مصروف تھے کہ داروغہ جیل نے آ کر کہا کہ اے غازی علم دین! تو جس دن کے لئے شدت سے انتظار کر رہا تھا وہ دن آ پہنچا ہے جب غازی نے یہ سُنا تو خوش ہو کے بولے میں پہلے سے تیار ہوں اور پھر فجر کی نماز کے بعد دو رکعت نماز شکرانہ پڑھی اور کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے تختہ دار پر جا پہنچے۔

نبی کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایمان ہے۔

سر مقتل بھی ان کا ذکر کرنا عین ایمان ہے۔

دو نیک دل آدمی

اخوند قبیلہ کے شیخ حدیثہ پاشا کے پاس ایک نہایت خوبصورت سفید گھوڑی تھی اُس کے لینے کے لئے ایک شخص گوراں نامی نے ہزاروں روپے اور قیمتی تحفے پیش کئے مگر شیخ حدیثہ نے گھوڑی نہ دی۔

آخر گوراں نے کہا۔ میں یہ گھوڑی کسی نہ کسی طرح تم سے ضرور لے لوں گا۔"

کئی مہینے گذر گئے۔ شیخ حدیثہ اس واقعہ کو بھول گیا۔

ایک روز وہ گھوڑی پر سوار جنگل میں جا رہا تھا۔ کہ ایک تھکا ماندہ آدمی راستے کے ایک طرف بیٹھا ہوا نظر آیا۔ زخموں سے چُور اور درد سے نڈھال تھا۔ حدیثہ کو اس کی حالت پر رحم آیا۔ وہ گھوڑی پر سے اترا۔ اور تھکے ماندے مسافر کو اس پر بٹھا کر خود رکاب تھام کر چلنے لگا۔ مسافر گھوڑی کو ایڑ ھ لگاتا ہوا بولا:-

شیخ صاحب اداب عرض! میں وہی گوراں ہوں۔ میں نے کہا نہیں تھا۔ کہ کسی نہ کسی طرح گھوڑی ضرور حاصل کر لوں گا۔ حدیثہ نے کہا۔ بے شک تم نے ایسا ہی کہا تھا۔ تم نے گھوڑی جیت لی۔ اور میں اب اسے واپس نہیں لوں گا۔ لیکن تم اقرار کرو۔ کہ تم یہ کسی سے نہ کہو گے کہ گھوڑی کس طرح لی۔

گوراں نے کہا:- میں اقرار کرتا ہوں۔ لیکن تم ایسا اقرار کیوں لیتے ہو"

شیخ نے کہا: "اگر یہ کہانی صحرا میں پھیل گئی۔ تو پھر کوئی سوار کسی زخمی یا فقیر کو آئندہ مدد نہیں دے گا۔"

گوراں پر اس بات کا بڑا اثر ہوا۔ گھوڑی پر سے اتر پڑا اور گھوڑی شیخ حدیثہ کو واپس دیتے ہوئے کہا میں ایسے خیر خواہ آدمی کی گھوڑی نہیں لوں گا۔"

لیکن شیخ حدیثہ اس کو گھوڑی پر سوار کر کے دمشق لے گیا۔ اور دونوں میں گہری دوستی ہو گئی۔

بقیہ:۔ شرمناک مظاہرہ

کو خوش کر دیں گے اور جو ابھی ہاں میں ہاں ملاکر یہ کہہ دیں گے کہ جی بڑا کمال کیا ہے بلکہ کمال کی ٹانگ توڑ دی ہے مگر ارباب عقل و بصیرت ان کے اس جلسے پر ماتم کرنے کے ساتھ اسے گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی محمول کریں گے۔ خدا انہیں ہدایت دے آمین۔

بقیہ:۔ آپ کے مسائل

اور لڑکی کی موجودہ عمر اور موجودہ تاریخ ہی درج کی گئی جبکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا نکاح دس سال قبل ہی ہو چکا تھا۔ کیا یہ طریقہ جائز ہے کہ ایک مرتبہ تو اس وقت نکاح نامے بھرے جائیں جب نو عمری ہی بچوں کی شادی کی جائے اور پھر ۱۰ سال بعد دوبارہ یہی سلسلہ کیا جائے؟

جواب:۔ نکاح نامے قانونی ضرورت یا مجبوری کی بناپر پھر کئے گئے ہوں گے، اور تاریخ نکاح نامہ پر کرنے کی ہوگی۔ واللہ اعلم

بقیہ:۔ کھلا خط

شہر روم میں سینٹ پیرس میں منعقد ہونا چاہیے اور ہم وہاں آنے کو اس لیے تیار ہیں کیونکہ اسلامی روایت کے بموجب مسلمان اعلانیہ طور پر عیسائی سے ملاقات کے لیے تیار رہتا ہے تاکہ اسلام کی دعوت دے کر عیسائی کو اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب سے بچایا جا سکے کیونکہ عیسائیوں نے یسوع مسیح کو جھوٹ خدا کی الوہیت سے منسوب کر دیا ہے۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ جس نیک نامی کے لیے تم لوگوں میں مشہور ہو اس کے مطابق اس خط کے نتیجے میں تمہاری جانب سے معجزانہ بشریت کے تقاضے رونما ہوں گے۔

تمہارے جواب کا منتظر

تمہارا انسانی شریک بھائی

احمد دیدات

صدر اسلامی پروپیگنڈا مرکز

ڈربن۔ جنوبی افریقہ

بقیہ:۔ عمل کا معیار

نیک اعمال میں ایک عمل یہ بھی ہے کہ فقراء و مساکین اور محتاج انسانوں کو کھانا کھلایا جائے۔ اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور اس کار خیر سے مقصد صرف رضائے الٰہی ہو اپنی شہرت اور دکھلاوا نہ ہو۔ سورہ دہر میں ایسے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو اس معیار پر پورے پورے اترتے ہیں، ارشاد خداوندی ہے۔

انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید

منکم جزاءً ولا شکورا

(وہ کہتے ہیں کہ) ہم تو تم کو محض اللہ کی رضا جوئی کی غرض سے کھانا کھلاتے ہیں، ہم تم سے کسی بدلے اور شکریے کے خواہش مند نہیں ہیں۔

اس کے بعد پوری گیارہ آیتوں میں ان مخلصین کو جنت میں دی جانے والی نعمتوں کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ اور آخر میں ان سے یہ کہا جائے گا: (ان ھذا کان لکم جزاءً وکان سعیکم مشکورا) یہ سب نعمتیں تمہارا بدلہ ہیں اور تمہاری محنت قبول ہوئی۔

دنیا میں مصائب اور تکلیفوں میں ایک مسلمان مبتلا ہوتا ہے اور ان پر صبر اختیار کرتا ہے، اور صبر اختیار کرنے میں بھی اسی معیار کو سامنے رکھتا ہے، سورہ رعد میں ایسے لوگوں کا ذکر اس طرح فرمایا ہے۔ (والذین صبروا ابتغاء وجہ ربھم) اور نیز یہ وہ لوگ (آیت) ہیں جو اپنے رب کی رضا جوئی کی غرض سے تکالیف پر صبر کرتے ہیں۔

بہر حال ایک مومن کا یہ فرض ہے کہ جب بھی وہ کسی نیک عمل کو بجالانے کا ارادہ کرے تو اس کے سامنے یہ دو معیار ضرور ہونے چاہئیں ایک یہ کہ اسے شرعی معیار کے مطابق ادا کرے، اور دوسرا معیار یہ کہ اس کے ادا کرنے میں صرف رضائے الٰہی مقصود ہو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو شریعت کی اتباع اور اس میں اخلاص کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ:۔ فضیلت علم

"جو شخص اس حال میں مرے کہ وہ دین کا علم اس کو پھیلانے اور اس پر عمل کی نیت سے حاصل کر رہا ہے آخرت میں اس کے اور انبیاء کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق ہوگا۔"

دینی علم کا اصل سرچشمہ قرآن اور احادیث ہیں جس کا حتی الامکان علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں علم والوں کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ اللہ کی باتوں پر غور و فکر کرتے ہیں۔ نہ کہ دنیا کی فکروں میں مبتلا رہ کر آخرت کو فراموش کر دیں ایسے لوگ اللہ کے نزدیک نادان اور خسارہ پانے والے ہیں اور اللہ سے بڑھ کر کسی کی بات سچی نہیں۔

قرآن کا پابندی سے مطالعہ کرنا انتہائی ضروری ہے جبکہ وہ عمل میں لانے کی نیت سے ہو۔ یقیناً ہم دن اور رات کے چوبیس گھنٹوں میں کچھ منٹ تو اپنے رب کی بات سیکھنے میں خرچ کر ہی سکتے ہیں۔

بقیہ:۔ بزم ختم نبوت

اسلام بس تائب ہونے والے کو بار بار پہنا کر اور اخباروں میں اس کی تشہیر کرکے فارغ ہو جاتے ہیں۔ کوئی تحفظ یا حوصلہ افزائی سے سرکار یا قوم کی طرف سے حاصل نہیں رہتی۔ اسی وجہ سے میں بھی کھل کر برادری میں اپنی بغاوت کا اظہار نہیں کر سکتا۔ در ایں حالات میں نے رسالہ ختم نبوت جاری کروایا کہ عزیز رشتہ دار اور گھر والے پڑھ کر اثر لیں۔ تاکہ میں پورے خاندان یا گھر والوں کو ہی ساتھ ملا کر اکٹھے احمدیت چھوڑ دیں۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ رسالہ کی زبان اور لب و لہجہ بہت دل آزار ہوتا ہے اور احمدی اسے پڑھتے ہی آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر بھارت کے علماء کے احمدیوں کی کلمہ مہم کے بارے میں مضمون۔ چوہدری افضل حق صاحب کا مضمون اور ایسے ہی شدت اور نفرت سے احمدیوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ ایسے مہذب انداز تخاطب والے مضمونوں کا میرے رشتہ داروں پر بڑا اچھا اثر ہوا

فقط۔ م۔ ب

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے، "میں قبروں سے اُٹھنے والوں سے سب سے پہلے اٹھنے والا ہوں اور میں خطیب ہوں، ان کا جب وہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور میں خوش خبری سنانے والا ہوں ان کو جب وہ ناامید ہوں۔ حمد کا جھنڈا قیامت میں میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں ساری اولاد آدم سے بہتر ہوں اللہ کے نزدیک اور کچھ فخر نہیں۔"

اشتہار۔ از ایک بندۂ خدا۔

من القرآن الکریم

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ

وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

WEEKLY KHATME-NUBBUWAT KARACHI
Registered S. No. 3220

محمد شریف خاں منتظر درآنی کروڑ ضلع لیہ

نعت

جو دیکھے یوسفِ کنعاں رخِ انور کی تابانی
پکار اُٹھے محمد کا نہیں ثانی نہیں ثانی

وہ کیا شانِ نبوت تھی وہ کیا شان شجاعت تھی
کہ اُن کے سامنے جبریلؑ بھی بھرتے رہے پانی

فلک کی بارگاہوں میں زمینوں کی فضاؤں میں
ہر اک منزل میں ہے انکا قدم برکاتِ یزدانی

سلام ان پر درود ان پہ درود اُنپر سلام اُن پر
خدا کی رحمتوں کی دیکھئے اُن پر فراوانی ۔

کوئی کہتا سراپا نور ہیں لیکن بَشر کوئی
بَشر افضل مکمل نور ہیں، محبوبِ سبحانی

عطا ہو جنس الفت اُمتِ مرحوم کو آقا
کہ پیدا ہو مسلمانوں میں پھر رسمِ جہانبانی

گدائے کوچۂ بحرِ سخا ہے منتظر مسکین
مجھے اے کاش مل جائے درِ دولت کی دربانی